2031

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔جنوری 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007 اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2009,2008,2007 اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

2033

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

سوموار،9۔جنوری2012

(یوم الاثنین،14۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار آیات 18تا19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں(14)(یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے ؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے(18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گا(19)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اَج سک متراں دی ودھیری
اے کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہِن مدھ بھریاں
اس صورت نُوں میں جانِ آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
(اذانِ عصر)

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2231 ہے۔

پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار کی تفصیلات

*2231: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کن کن علاقوں میں پائے جاتے ہیں؟

(ب) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کون دیتا ہے؟

(ج) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار پر سال میں کن کن مہینوں میں پابندی لگائی جاتی ہے؟

(د) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے کن شرائط کو مدنظر رکھا جاتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرغابی اور تیتر کے شکار پر پابندی کے باوجود اہم سیاسی اور غیر ملکی شخصیات کو شکار کرنے کی چھوٹ دے دی جاتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مرغابی آبی پرندہ اور پنجاب میں جہاں جہاں پانی موجود ہے وہاں مرغابی آتی ہے جیسا کہ دریا، بیراج، جھیلیں اور تالاب وغیرہ جبکہ تیتر پنجاب کے تقریباً تمام علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

(ب) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت حکومت پنجاب دیتی ہے۔

(ج) مرغابی کے شکار پر پابندی 16۔فروری سے 14۔اکتوبر تک جبکہ تیتر کے شکار پر 16۔فروری سے 14۔نومبر تک پابندی ہوتی ہے۔

(د) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

شکار کے ایام اور مدت کا فیصلہ موسمی حالات اور پرندوں کی تعداد کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔

(ہ) کسی بھی اہم سیاسی یا غیر ملکی کو شکار کرنے کی چھوٹ حاصل نہ ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا جز (الف) پر ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جواب آدھا دیا ہے کہ جہاں جہاں پانی موجود ہے وہاں مرغابی پائی جاتی ہے جبکہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کن کن علاقوں میں پائی جاتی ہے، ہمارے لاہور شہر میں بھی اکثر پانی کھڑا رہتا ہے یہاں تو کوئی مرغابی نہیں پائی جاتی؟

جناب سپیکر: یہ migratory bird ہے۔ یہ کبھی کہیں چلا جاتا ہے اور کبھی کہیں چلا جاتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح جواب میں بتایا گیا ہے کہ مرغابی آبی پرندہ ہے جہاں جہاں پانی ہونے سے مراد یہ ہے کہ پنجاب کے اندر تونسہ بیراج، چناب بیراج، کلر کہار، کھبیکی، اوچھالی (خوشاب میں ہے) تریموں ہیڈ، رسول ہیڈ، قادرآباد ہیڈ اور جہاں جہاں آبی ذخائر یا جھیلیں موجود ہیں وہاں مرغابی پائی جاتی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ خاص طور پر مرغابی کے شکار کے لئے Shooters کو کس طرح کا لائسنس دیا جاتا ہے یا محکمہ کے لوگ کیسے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اس دفعہ مرغابی زیادہ ہے تو ان کو اجازت دے دیں اور وہ شکار کر لیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شکار کے لئے ایک عرصہ متعین ہے۔ ہمارا فیصل آباد گٹ والا میں تحقیقی ادارہ ہے۔ وہ سروے کرتے ہیں اس کے بعد اگر مرغابی کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو اس کے مطابق لائسنس زیادہ یا کم جاری کئے جاتے ہیں۔ مزید یہ breeding period میں لائسنس کم کر دیئے جاتے ہیں تاکہ breeding period میں شکار نہ ہو سکے اور نسل بچ جائے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (ہ) میں پوچھا گیا تھا کہ کسی اہم سیاسی یا غیر ملکی شخصیات کو شکار کرنے کی چھوٹ حاصل نہ ہے۔ اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان غیر ملکیوں کو کن شرائط پر مرغابی کا شکار کرنے کا لائسنس دیا جاتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس خطوط بھی ہیں جن کے ذریعے اجازت دی گئی ہے یہ اجازت وفاقی حکومت کی وزارت خارجہ دیتی ہے صوبائی حکومت نہیں دیتی۔ ان میں زیادہ تر عرب کے شیوخ ہیں جن کو علاقے allocate ہوتے ہیں اور وہ صرف تلور کا شکار کرنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ ایک سو پرندوں سے زیادہ شکار نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 4128 ہے۔

لاہور۔سوزوواٹر پارک کو لیز پر رقبہ دینے کی تفصیلات

***4128: جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ وائلڈ لائف کے جلو پارک کا کچھ رقبہ سوزوواٹر پارک کی انتظامیہ کو دیا گیا ہے؟

(ب) یہ رقبہ کب کتنی مالیت میں کس کمپنی / ادارے / فرم کو الاٹ کیا گیا تھا نیز یہ کس مقصد کے لئے دیا گیا ہے؟

(ج) اگر اس کو لیز/ ٹھیکہ / پٹہ پر دیا گیا ہے تو اس کی ماہانہ رقم کتنی ہے اور اس نے حکومت کو کتنی رقم جمع کروائی ہے؟

(د) کیا اس پارک میں محکمہ جنگلات کا عمل دخل ہے تو کہاں تک نیز اس پارک میں آنے والے افراد سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے نیز اس پارک میں عوام کے لئے کون کون سی تفریحات مہیا کی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جلو پارک کا کوئی رقبہ سوزوواٹر پارک کے لئے نہ دیا گیا ہے۔

(ب) جلو پارک کا رقبہ کسی پرائیویٹ کمپنی کو الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ج) جلو پارک کا رقبہ کسی کو لیز/ ٹھیکہ / پٹہ پر نہ دیا گیا ہے بلکہ جلو پارک کا رقبہ محکمہ جنگلات کے زیر کنٹرول ہے۔

(د) سوزوواٹر پارک کے رقبہ پر محکمہ جنگلات کا کوئی عمل دخل نہ ہے بلکہ یہ پرائیویٹ کمپنی کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال میں سوزوواٹر پارک کی تفصیلات مانگی گئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا سوزوواٹر پارک سرکاری جگہ پر ہے یا ان کی رجسٹری والی جگہ ہے اگر ان کی رجسٹری والی جگہ ہے تو یہ 2004 کو منسوخ ہو چکی ہے یا ابھی stand کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا جلو پارک کا کچھ رقبہ سوزوواٹر پارک انتظامیہ کو دیا گیا ہے؟ اس کے مالک زور یز لاشاری ہیں۔ یہ بہت دور ہے اس میں جلو پارک، state land یا محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ سوزو پارک میں نہیں آتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جواب پڑھنے کے بعد ضمنی سوال کیا ہے۔ انہوں نے جز (د) کے جواب میں لکھا ہے کہ سوزوواٹر پارک کا رقبہ پرائیویٹ کمپنی کا ہے۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ پرائیویٹ کمپنی نے سرکاری جگہ پر یہ پارک بنایا ہوا ہے یا رجسٹری والی جگہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ جگہ جہاں سوزوواٹر پارک بنا ہوا ہے کیا یہ سرکاری جگہ ہے یا رجسٹری شدہ ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سرکاری نہیں بلکہ private جگہ ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ یہ پرائیویٹ جگہ پر بنا ہوا ہے تو 2004 میں ہونے والی رجسٹریاں جو دو نمبر ہوئی تھیں وہ ساری کینسل ہو چکی ہیں۔ اس پر ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو انکوائری کرے کیا یہ وہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر یہ انکوائری کرنے کے لئے کہتے ہیں تو ہم اس کی انکوائری کرا لیتے ہیں کہ کس کی زمین ہے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کیا اس کی انکوائری کے لئے آپ ایوان کی کمیٹی چاہتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ایوان کی کمیٹی بنا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ نے thoroughly دیکھ لیا ہے۔ اس جگہ سے محکمہ جنگلات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں تو جنگلات کی بات ہی نہیں کر رہا بلکہ میں تو سرکاری جگہ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس پر کمیٹی بناؤں گا۔اس کمیٹی میں جناب محمد نوید انجم صاحب کو بھی ضرور ممبر رکھیں گے باقی نام میں بعد میں بتاؤں گا۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4401 ہے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور شہر میں راوی نیشنل پارک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4401: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب لاہور میں راوی نیشنل پارک کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) لاہور میں بنایا جانے والا راوی نیشنل پارک کہاں اور کس جگہ بنایا جا رہا ہے؟

(ج) لاہور میں بنایا جانے والا راوی نیشنل پارک بنانے کے لئے کل کتنا رقبہ حاصل کیا گیا نیز رقبہ حاصل کرنے کے لئے کل کتنی رقم حاصل کی گئی؟

(د) راوی نیشنل پارک لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے کیا کیا منصوبے رکھے گئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ب) اس کا جواب (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) اس کا جواب بھی (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(د) اس کا جواب بھی (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے اِدھر تعمیرات کی اجازت نہیں ہے۔اگر ان کی راوی پارک بنانے کی کوئی تجویز نہیں ہے تو لوگوں کو تعمیرات کی اجازت بھی دیں اور ان کے نقشے بھی پاس کریں۔اس کے علاوہ اُدھر جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اس کی بھی اجازت دیں اور کیا حکومت یہ اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی لمبائی 52 کلو میٹر بنتی ہے، 475000 ایکڑ کا سروے کیا گیا تھا اس میں نارنگ منڈی سیفن تا مراکہ تک سروے

کیا گیا تھا۔ وہاں بعد میں چھوٹی صنعتیں لگتی رہی ہیں، ان کا گندا پانی بھی دریائے راوی میں آتا تھا اس سے آبی حیات متاثر ہوتی تھی۔ اس کا ایک سروے کیا گیا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ وہاں پر نیشنل پارک بنایا جائے اس پر لوگوں کی طرف سے احتجاج ہوا تھا۔ اس میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے نکاسی آب یعنی گندے پانی کے حوالے سے سروے کیا تھا جو آبی حیات کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ انہوں نے سروے کیا تھا لیکن ابھی نیشنل پارک بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ وہاں پر جو انڈسٹری لگی ہوئی تھی اس کے گندے پانی کی وجہ سے آبی حیات متاثر ہو رہی ہے۔ اس وقت لاہور میں سات points ایسے ہیں جہاں سے پورے لاہور کا سیوریج کا پانی دریا میں پھینکا جاتا ہے۔ اس کو تو انہوں نے treat نہیں کیا وہ گندے کا گند اہی دریا میں جاتا ہے کیا اس پر آبی حیات متاثر نہیں ہوتی؟ یہ پورا علاقہ صنعتی علاقہ ہے، آپ اس کو لاہور کا سنگاپور سمجھیں لیکن وہاں صنعتوں کو زبردست طریقے سے تباہ کیا جا رہا ہے۔ آپ وہاں تعمیر کی اجازت دیں تاکہ صنعتیں بہترین طریقے سے پنپ سکیں۔ ان سے ماحولیات کی ساری ضروریات پوری کرائیں تاکہ لوگوں کو وہاں پر احسن طریقے سے روزگار میسر آ سکے۔ یہ اپنے محکمہ کو اجازت دیں کہ تعمیرات اور نقشہ جات کی منظوری کی اجازت دیں۔ یہ پابندی پچھلے آٹھ دس سالوں سے لگی ہوئی ہے وہاں کسی کو اپنی صنعت بڑھانے یا تعمیرات کی اجازت نہیں ہے۔ یہ لکھ پڑھ کر اس کی اجازت دیں۔ انہوں نے یہاں ایوان میں تو جواب دے دیا ہے کہ اجازت ہے لیکن اُدھر محکمہ مال والے کوئی تعمیر نہیں کرنے دیتے اور وہاں کمشنر صاحب آئے روز بلڈوزر اور ٹریکٹر لے کر آ جاتے ہیں اور تعمیرات گرانا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس مسئلہ سے محکمہ جنگلات کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس حوالے سے محکمہ تحفظ ماحولیات نے نوٹیفکیشن نمبر 57-333 مورخہ 23-4-2009 کے تحت دریاؤں میں نکاسی اور ڈھیر لگانے پر پابندی لگا دی ہے۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مختلف سکیموں کے ذریعے نکاس کے پانی کو فلٹر کر کے دریا میں ڈالنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ مزید فرانس کی حکومت کے تعاون سے پانی فلٹر کرنے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔ محکمہ انہار نے صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے جائزہ رپورٹ بھی تیار کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے جواب مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! نوید انجم صاحب کے ضمنی سوال کا جواب تو آنے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس پر دوبارہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر مختلف لوگ زمینوں پر کاشتکاری کر رہے ہیں۔ نیشنل پارک صرف ایک consult کی حد تک تھا کہ آیا نیشنل پارک بنایا جائے یا نہ بنایا جائے؟ اس پر سروے کر کے جائزہ رپورٹ لی گئی مگر اسے چھوڑ دیا گیا کیونکہ لوگ اس کو پسند نہیں کر رہے تھے لہذا اس وقت محکمہ جنگلات کے پاس نیشنل پارک کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ فی الحال ایسی تجویز زیر غور نہ ہے، جز (ب) اور (ج) میں کہا گیا ہے کہ جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ دریائے راوی کے کنارے جو پارک بنا ہوا ہے اس کو نیشنل پارک کا نام دیا جا چکا ہے اس لئے یہ جواب غلط لکھا گیا ہے لہذا منسٹر صاحب اس کی انکوائری کرائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ابھی تک نوٹیفکیشن نہیں ہوا اور صرف سروے کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4405 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں 18-اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر لگائے گئے پودوں کی تفصیلات

*4405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات نے 18-اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر صوبے میں کل کتنے پودے لگائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات مری کی پہاڑیوں پر 75 ہزار پودے لگائے گا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ جنگلات مری میں 150 ایکڑ شجر کاری کا آغاز کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ پودے لگائے گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے 18-اگست 2009 کو شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر صوبے میں 6 لاکھ 94 ہزار پودے لگائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات نے 18-اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں 75000 پودے لگانا تھے جبکہ اس دن 76000 پودے لگائے گئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ 18-اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں محکمہ نے 150 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنا تھی جو کہ مکمل کر دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات نے شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ 8 ہزار پودے لگانا تھے جو کہ لگا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کون سے پودے لگاتا ہے، کیا یہ fast growing trees ہیں یا کوئی دوسرے پودے ہیں اور ان کے کیا فوائد ہیں کیونکہ پودے کا مطلب any plant ہے لہذا اس بارے میں منسٹر صاحب وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! تفصیل بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف جگہوں پر جو پودا جات لگائے گئے تھے ان میں شیشم، کیکر، سفیدا و غیرہ شامل ہیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیٹھی صاحب!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جز (ب) کے جواب کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جنگلات نے 18۔اگست 2009 کو مری کے جنگلات میں 75 ہزار پودے لگانا تھے مگر محکمہ نے ایک ہزار پودے زیادہ لگائے ہیں، اس کے علاوہ محکمہ نے مری کے جنگلات میں ہی 18۔اگست 2009 کو 150 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنا تھی جو مکمل کر دی ہے اور ساتھ ہی شجر کاری کے قومی دن کے موقع پر چھانگا مانگا میں ایک لاکھ آٹھ ہزار پودے لگانے تھے وہ بھی محکمہ نے لگا دیئے ہیں لہذا میں حکومت پنجاب، منسٹر صاحب اور محکمہ جنگلات کو appreciate کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے تمام targets achieve کئے ہیں۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! کیا یہ آپ کا ضمنی سوال تھا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہاں بیٹھے ہوئے میرے تمام معزز ممبران کو ہمارے پُر فضا Hill Stations پر جانا ہوتا ہو گا۔ یہاں محکمہ نے بالکل غلط جواب دیا ہے کیونکہ جب آپ مری کی پہاڑیوں پر گاڑی چلانا شروع کرتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اکثر پہاڑیاں ہی جنگلات سے خالی ہو چکی ہیں تو پودوں نے کیا سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے جو نظر نہیں آ رہے؟ ہمیں بتائیں کہ 76 ہزار پودے 2009 سے لگے ہوئے ہیں وہ کہاں لگائے ہیں اور وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے پودا جات کی قسم پہلے بتا دی ہے۔ وہ بار بار نہیں بتا سکتے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ چلیں کیونکہ میں وہ پودے خود دیکھ کر آیا ہوں اور وہاں پر کافی علاقوں میں لگائے گئے ہیں۔ مری کے علاقہ میں

دس ہزار ایکڑ زیر قبضہ تھا جن میں سے ایک ہزار اڑتالیس ایکڑ رقبہ ہم نے واپس لیا ہے جہاں پر شجر کاری کی گئی ہے اور وہاں پر چیڑ وغیرہ کے نئے پودے لگائے گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک لاکھ آٹھ ہزار پودے جو لگانے تھے وہ لگا دیئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے فیصد پودے تلف ہو جائیں گے کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ سو فیصد پودے کھڑے رہیں گے، مزید پودوں کو تلف ہونے سے بچانے کے لئے انہوں نے کیا حفاظتی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں کہ جتنے پودے لگائے گئے ہیں وہ سارے پھل پھول جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے سروے کے مطابق نوے فیصد پودے کامیاب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نوے فیصد پودے کامیاب ہوئے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 4555 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ ماہی پروری میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4555: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز کا دفتر ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع ہے؟

(ب) دفتر تعینات عملے کی تعداد کیا ہے، پوسٹوں کی تفصیل کے بارے میں بتایا جائے؟

(ج) اہلکار ایک جگہ پر کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے، حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز کا دفتر ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع ہے۔

(ب) ایم اے او کالج لاہور کے عقب میں واقع بلڈنگ میں محکمہ فشریز کے چار دفاتر قائم ہیں ان دفاتر میں تعینات عملے کی تعداد اور پوسٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام دفتر	پوسٹوں کی تفصیل و تعداد		
	گزیٹڈ	نان گزیٹڈ	کل
1)ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب	25	123	148
2)ڈائریکٹر فشریز توسیع پنجاب	5	21	26
3)ڈائریکٹر فشریز ایکوا کلچر پنجاب	4	13	17
4)اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز پبلسٹی	1	14	15
	35	171	206

تمام دفاتر کی پوسٹوں کی تفصیل (Annexure A, B, C, D)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب کا نان گزیٹڈ عملہ سروس رولز کے تحت قابل ٹرانسفر نہ ہے جبکہ ڈائریکٹر جنرل فشریز کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل کے دفتر کا گزیٹڈ عملہ و دیگر دفاتر کے تمام عملہ کو مجاز اتھارٹی کسی وقت بھی ٹرانسفر کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ ایک اہلکار ایک جگہ پر کتنے عرصہ تک تعینات رہ سکتا ہے اور حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے، مجھے منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ ایک اہلکار کتنے سال تک ایک سیٹ پر رہ سکتا ہے کیونکہ اس کا جواب نہیں آیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ویسے حکومت پنجاب کے پرانے نوٹیفکیشن کے تحت کسی بھی سرکاری ملازم کا تین سال کا tenure ہوتا ہے لیکن کسی وقت بھی تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ویسے محکمہ administrative grounds پر رکھ سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سرکاری ملازم زیادہ سے زیادہ تین سال تک ایک جگہ پر رہ سکتا ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ نان گزیٹڈ عملہ قابل ٹرانسفر نہ ہے لیکن گزیٹڈ عملہ کا کس rule کے تحت ٹرانسفر کیا جاتا ہے کیونکہ تین سال پورے ہو جاتے ہیں مگر ان کی ٹرانسفر نہیں

ہوتی۔اس کے علاوہ جن کی ٹرانسفر ہوتی ہے وہ کس وجہ سے ہوتی ہے،اس کے علاوہ منسٹر صاحب یہ بھی بتا دیں کہ یہاں لاہور میں محکمہ نے 206لوگ رکھے ہوئے ہیں جس کی انہوں نے اتنی لمبی تفصیل دے دی ہے مگر یہ اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر کیا کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!محکمہ فشریز کے متعلق جواب یہ ہے کہ فش فارم بنائے جاتے ہیں جن پر محکمہ تکنیکی مدد اور رہنمائی کرتا ہے۔انہوں نے feasibility report بنانی ہوتی ہے پھر overall hatcheries کی دیکھ بھال کرنی ہے پھر بچہ مچھلی تیار کر کے کھلے پانی اور دریا میں پھینکنا ہوتا ہے جس کے لئے محکمہ فشریز کام کر رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں اور نہیں بھی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!یہاں on the floor of the House بات ہوئی تھی کہ گنے کے کاشتکاروں کی مکمل payment ہو جائے گی۔میں نے منسٹر صاحب کے دفتر میں گزشتہ ایک ہفتہ سے ایک آدمی بٹھا رکھا ہے لہذا آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ اُس آدمی کو گنے کی payment کرا دیں۔

جناب سپیکر: گنے کی payment کے حوالے سے آپ اُن سے علیحدہ بات کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!جز(ج)کا جواب بالکل نامکمل ہے اور غلط بھی ہے۔اس میں پوچھا یہ گیا تھا کہ کتنی مدت تک عملہ کو رکھا جا سکتا ہے جس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نان گزیٹڈ عملہ سروس رولز کے تحت قابل ٹرانسفر نہ ہے جبکہ دفتر کے گزیٹڈ پوسٹ کے لوگوں کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔حالانکہ پوسٹنگ ٹرانسفر پالیسی رولز میں ایڈمنسٹریٹو پوسٹوں کو تین سال کے اندر ٹرانسفر کرنا ضروری ہوتا ہے۔چاہے وہ گیارہویں،چودھویں یا سولہویں گریڈ میں ہوں۔یہاں پر دوسری غلط بات یہ کی گئی ہے کہ اگر کسی administrative ground پر ٹرانسفر یا premature کرنا ضروری ہو یا تین سال کی مدت کے بعد بھی کسی آفیسر کو اس کی سیٹ پر رکھنا ضروری ہو تو اس کی total grounds یا اس کی causes کو determine کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن یہاں پر اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چار دفاتر میں 206لوگ ہیں اور ان میں سے ایک ڈی جی صاحب کے دفتر میں انہیں

assist کرنے کے لئے 148 افراد ہیں۔ آپ اگر لسٹ دیکھ لیں تو اس میں سترہ نائب قاصد، ایک دفتری، سولہ جونیئر کلرک اور نو سینئر کلرک، سات سپرنٹنڈنٹ، ایڈمنسٹریٹو آفیسر ایک، ٹریسر دو، ڈرائیور آٹھ اور ہیلپر دو ہیں اور اگر چوکیدار وغیرہ کو شمار کر لیں تو چالیس بنتے ہیں جو صرف ایک ڈی جی صاحب کے دفتر کو facilitate کرنے کے لئے ہیں۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ فیلڈ کا آفس نہیں ہے بلکہ ہیڈ کوارٹر ہے اور ایک ڈی جی کو facilitate کرنے کے لئے یہاں کتنے دفاتر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال بتائیں کہ وہ کیا ہے کیونکہ آپ کی فوٹو تو ہو گئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ public money کا اس سے بڑا اور کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں اور یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ڈی جی آفس پورے پنجاب کا ہیڈ آفس ہوتا ہے اور یہ nontransferable post ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے لیکن میں انہیں کیسے سمجھاؤں؟ اگلا سوال حاجی ذوالفقار صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4848 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے حاجی ذوالفقار علی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کے رقبہ اور پودہ جات سے متعلقہ تعداد و تفصیل

*4848: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے ضلع وار تعداد بتائیں؟

(ب) کتنے رقبے پر جنگل اور کتنا رقبہ غیر آباد ہے؟

(ج) ان میں کون سے درخت لگائے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان جنگلات میں پھل دار پودے نہیں لگائے جاتے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان جنگلات کی آمدن بڑھانے کے لئے پھل دار درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ ہے۔ ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 90ہزار ایکڑ غیر آباد ہے اور باقی پر جنگل ہے۔

(ج) شیشم، کیکر، جنڈ، فراش، نیم، سرس، بکائن، توت، پاپلر، پھلاہی، بیر، سیمل، روبینہ، ایلنتھس، بن اکھوڑ، اخروٹ، سکھ چین، چیڑ اور کیل کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ جنگلات میں وسیع پیمانے پر پھلدار پودوں کی شجرکاری نہیں کی جاتی کیونکہ محکمہ جنگلات کے مقاصد میں بالن و سوختنی لکڑی لوگوں اور لکڑی کی صنعت کو مہیا کرنا ہے۔

(ہ) جنگلات کی آمدن بڑھانے کے لئے محکمہ جنگلات پھلدار پودے لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت کے تحت ایک علیحٰدہ باغبانی و باغات لگانے کا شعبہ موجود ہے۔ علاوہ ازیں پھلدار پودے لگانے کا کام محکمہ جنگلات کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جز (ب) میں ہے کہ 90ہزار ایکڑ غیر آباد ہے اور باقی پر جنگل ہے تو یہ 90ہزار ایکڑ زمین غیر آباد کیوں ہے اور اگر سیم وتھور کا شکار ہے تو وہاں پر درخت کیوں نہیں لگائے جاتے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپنے بجٹ کے حساب سے باقاعدہ دو سیزن ہوتے ہیں جن میں ایک موسم بہار اور دوسرا موسم برسات کے دوران شجرکاری ہوتی ہے جس کے لئے باقاعدہ میٹنگ ہوتی ہے، ٹارگٹ مقرر ہوتے ہیں اور اس ترتیب کے ساتھ ہم تقریباً دو کروڑ بیس لاکھ کے قریب سالانہ پودے لگا رہے ہیں۔ یہی ہماری capacity ہے لیکن کچھ دریائی بیلے ہیں جہاں پر دریا اپنی سمت بدلتا رہتا ہے۔ اس طرح مختلف وجوہات کی بناء پر آہستہ آہستہ شجرکاری ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر درختوں کی کٹائی ہوتی ہے وہاں پر نئے درخت بھی لگائے جاتے ہیں اور میرے پاس پوری فہرست ہے کہ جن جن اضلاع میں شجرکاری ہو رہی ہے اور جو رقبے خالی ہیں ان پر بھی وقت کے ساتھ ساتھ شجرکاری کر دی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے اس سے قبل کافی سوالات پوچھ لئے ہیں، یہ ایوان صرف میرا اور آپ کا ہی نہیں ہے بلکہ تمام ممبران کا ہے اور میرے لئے تمام معزز ممبران یکساں ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میرا ضمنی سوال جز (الف) کے متعلق ہے کہ صوبہ میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا عالمی معیار کے مطابق یہ ratio پنجاب کے اندر ٹھیک ہے اور اگر کمی ہے تو کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے عالمی معیار کے متعلق کہا ہے تو internationally طور پر 25 فیصد رقبے پر دنیا میں جنگلات کا ہونا ضروری ہے لیکن پاکستان میں پانچ فیصد رقبے پر جبکہ پنجاب میں تین فیصد رقبے پر جنگل ہے اور یہ کمی اس لئے ہے کہ ہمیں ایک فیصد رقبے پر جنگلات بڑھانے کے لئے 10۔ارب روپے چاہئیں جبکہ پانی اور زمین کی ضرورت اس کے علاوہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے مطابق کہ ٹارگٹ کو achieve کرنا ناممکنات میں شامل ہے کیونکہ 25 فیصد کے حساب سے یہ کہہ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اتنا جنگل نہیں ہے، پچھلے 60 سال کے اندر یہ محکمہ اپنا ٹارگٹ achieve کیوں نہیں کر سکا اور دوسرے نمبر پر یہ 90 ہزار ایکڑ کی بات کر رہے ہیں تو یہ 1.6 فیصد کا بھی بیسواں حصہ بنتا ہے جبکہ آپ سب ممبران کے سامنے یہ حقیقت موجود ہے کہ ہمارے جنگلات کے رقبے میں سے پچاس فیصد رقبے پر جنگلات غائب ہیں۔ اگر یہ ایک درخت فی ایکڑ کے حساب سے آباد کرنے کا کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں لیکن اگر on ground tree ratio کو دیکھا جائے تو ان کا 75 فیصد سے زائد رقبہ جنگلات کے لحاظ سے غیر آباد ہے تو یہ اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 3.1 فیصد رقبے پر پنجاب میں جنگلات ہیں جس کی دو تین وجوہات ہیں۔ ایک تو ہمارے northern area میں بارشیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر پودے کامیاب ہوتے ہیں جبکہ southern علاقے میں بارشیں نہیں ہوتیں اور وہاں پانی کی کمی ہے اگر ہم ایک فیصد رقبے پر جنگلات بڑھاتے ہیں تو اس کے لئے 10۔ارب روپے کے علاوہ پانچ لاکھ ایکڑ زمین اور چھ سو کیوسک پانی بھی چاہئے تب ہم ایک فیصد جنگلات کی شرح بڑھا سکیں گے۔ وسائل کی constraint ہے اور صوبے میں اتنے زیادہ مسائل ہیں جن میں تعلیم کا مسئلہ ہے، صحت کا مسئلہ ہے جن کے لئے وافر وسائل درکار ہیں۔ صوبے کے وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے کہ ہمیں 10۔ارب روپے ملیں اور شجرکاری بڑھائی جائے۔ جہاں تک موجودہ شجرکاری کا تعلق ہے تو اسے تیزی سے بڑھایا جا رہا ہے، سالانہ دو کروڑ بیس لاکھ کے قریب پودے لگا کر شجرکاری ہو رہی ہے اور ہمارے پاس اس وقت تین کروڑ سے زائد نرسریاں موجود ہیں۔ ابھی موسم بہار آنے والا ہے تو شجرکاری مہم کے ذریعے ایک کروڑ بیس لاکھ پودے لگائیں گے اور انہیں کامیاب کرنے کے لئے پوری efforts کی جا رہی ہیں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تقریباً 90 فیصد پودے کامیاب ہو رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک suggestion دینا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت کے پاس پیسا نہیں ہے تو public private partnership کا شعبہ موجود ہے جہاں لوگ invest کرنے کے لئے تیار ہیں تو یہ بتائیں کہ گزشتہ 60 سالوں کے اندر public private partnership میں کیا progress ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت اس سکیم پر غور کر رہی ہے اور ہم نے کئی معاہدے کئے بھی ہیں اور ان کی اس تجویز کو بھی انشاءاللہ تعالیٰ take up کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی حاجی ذوالفقار علی صاحب کا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4849 On his behalf sir, ہے۔

(اس مرحلہ پر حاجی ذوالفقار علی ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! خود تشریف لے آئے ہیں اور وہ خود اسے take up کریں گے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ وہ خود ہی take up کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4849 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں جواب سے مطمئن ہوں۔

بہاولپور چڑیا گھر سے متعلقہ تفصیلات

*4849: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چڑیا گھر بہاولپور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور اور پرندے ہیں ان کے نام اور تعداد بتائیں نیز 2005 میں جانوروں اور پرندوں کی تعداد کتنی تھی اگر اب ان کی تعداد میں کمی ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان جانوروں اور پرندوں کو کون کون سی خوراک روزانہ دی جاتی ہے؟

(د) ان جانوروں اور پرندوں کو خوراک کی فراہمی کا ٹھیکہ کس کو کب کتنی رقم میں دیا گیا تھا سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم اس سلسلہ میں خرچ ہوئی تھی؟

(ہ) اس میں عملہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں کتنی پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں خالی اسامیاں کب تک حکومت پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) اس میں آنے والی عوام کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ز) حکومت اس چڑیا گھر کی حالت بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چڑیا گھر بہاولپور 25 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) جانوروں / پرندوں کا جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

2005 میں جانوروں کی کل تعداد: 192

2005 میں پرندگان کی کل تعداد: 662

2009 میں جانوروں / پرندوں میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی ہے۔

کمی جانوران: 11، کمی پرندگان: 60

تعداد میں کمی کی وجوہات:

1- جانوروں / پرندوں فروخت ہوئے (تعداد جانوران (04): تعداد پرندگان: (60)

2- دوسرے وائلڈ لائف پارکس کو جانور منتقل کئے گئے: تعداد (07)

(ج) جانوروں اور پرندوں کو دی جانیوالی خوراک کا جدول (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د)

مالی سال	ٹھیکیدار گوشت	کل خرچہ گوشت
2007-08	میسرز محمد امتیاز	26,07,000/-
2008-09	میسرز محمد شعیب	30,39,000/-

مالی سال	نام ٹھیکیدار راشن	کل خرچہ راشن
2007-08	میسرز دین محمد	20,57,000/-
2008-09	میسرز دین محمد	30,25,000/-

مالی سال	نام ٹھیکیدار مچھلی	کل خرچہ مچھلی
2007-08	میسرز محمد نیاز	5,03,000/-
2008-09	میسرز محمد نیاز	6,36,000/-

ٹوٹل

سال 2007-08	5167000/-
سال 2008-09	6700000/-

(ہ) عملہ کی جملہ اسامیوں کا جدول (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ خالی اسامیاں مالی سال 2010-11 میں حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

(و) عوام کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں:۔

1- گراسی لان

2- کینٹین

3- فری سلائیڈز، جھولے

4- تین عدد واٹر الیکٹرک کولرز

-5 بنچز
-6 عجائب گھر اور ماہی خانہ
-7 گفٹ شاپ
-8 کار پارکنگ
-9 پبلک ٹائلیٹ

(ز) PC-1 Scheme Improvement/ Rehabilitation of Bahawalpur Zoo کے تحت کام جاری ہے۔درج ذیل کام کئے جائیں گے۔

-1 نئے بندر گھر کی تعمیر
-2 چار دیواری کی از سر نو تعمیر
-3 ٹف ٹائل فٹ پاتھ کی تعمیر
-4 میوزیم بلڈنگ کی تزئین وآرائش وبحالی
-5 مین سیوریج کی بحالی
-6 مگرمچھ گھر کی تعمیر نو
-7 کھال (واٹر کورس) کی تعمیر
-8 بلا گھر کی مرمت
-9 برڈز ایوری تالاب کی تعمیر اور دو عدد شیلٹرز کی تعمیر
-10 سٹور روم کی تعمیر مع برآمدہ
-11 کینٹین بلڈنگ کی الماریوں کی گرل
-12 مرمت رہائش گاہ ویٹرنری آفیسر
-13 مرمت 3 عدد سٹاف کوارٹرز
-14 سیر کنندگان کے لئے شیلٹرز کی تعمیر 2 عدد
-15 مین گیٹ کو اونچا کر کے دوبارہ تنصیب کرنا
-16 دو بلاک ٹائیلٹ کی تعمیر
-17 چوکیداران کے لئے پوسٹوں کی تعمیر 2 عدد
-18 گریڈ 11 تا 14 کے لئے کوارٹر کی تعمیر 1 عدد

نئے جانور / پرندے خرید کئے جائیں گے۔

(i) نئے جانوران: افریقن / ایشین ہاتھی ایک، بن مانس ایک جوڑا، سندھ ابیکس ایک ٹرائیو، بندر کیپوچن ایک جوڑا، وروٹ بندر ایک جوڑا

(ii) نئے پرندگان: شترمرغ ایک ٹرائیو، میکاؤطوطا دو جوڑے، میڈرین بطخ دو جوڑے، روڈی شیلڈک دو جوڑے، میلرڈ بطخ، دو جوڑے اور فلیمنگو تین جوڑے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز(ب) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ جانور فروخت ہوتے ہیں جن کی تعداد چار اور پرندوں کی تعداد 60 ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان جانوروں اور پرندوں کو فروخت کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو جانور اور پرندے surplus ہوتے ہیں ان کو فروخت کیا جاتا ہے۔ ہم نے دو جوڑے ہرن فروخت کئے ہیں جو ہمارے پاس زائد ہوتے ہیں ان کو فروخت کیا جاتا ہے۔ ہرن کا جوڑا پچاس ہزار روپے کا فروخت کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ 2005 میں پرندوں کی تعداد 662 تھی اور 2009 میں پرندوں کی تعداد میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی ہے۔ کمی جانوران: 11 اور کمی پرندگان: 60۔ یہ پرندے 60 اور جانور 11 کم ہوئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، یہ بہت قیمتی پرندے ہوتے ہیں اگر ان کی مالیت میں جائیں تو یہ لاکھوں بلکہ کروڑوں میں جاتے ہیں، آخر اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا یہ چوری ہوئے ہیں، غفلت کی وجہ سے مر گئے ہیں یا گفٹ کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے 2009 میں سولہ ہرن اور چھتیس مور حکومت بلوچستان کو دیئے اور پاک رینجرز کو دو سو peasant عطیہ کے طور پر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہم نے فروخت بھی کئے ہیں اور دوسرے پارکوں میں شفٹ بھی کئے ہیں۔ میرے پاس ان کی پیدائش اور اموات کا پورا شیڈول ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی ہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو زیادہ تھے وہ ہم نے دوسرے پارکوں میں شفٹ کر دیئے ہیں اور کچھ فروخت بھی ہوئے ہیں۔ اگلا سوال جناب علی حیدر نور خان نیازی کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی علی حیدر نور خان نیازی کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال نمبر 5035 ہے۔

صوبہ میں فش فارمز کی تعداد اور آمدن کی تفصیل

***5035: جناب علی حیدر نور خان نیازی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے فش فارمز ہیں ان سے سال 09۔2008 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) ان فارمز سے 10۔2009 میں کتنی آمدنی ہونے کا ٹارگٹ رکھا گیا ہے؟

(ج) حکومت فش کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پنجاب میں کون کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری کے اعداد و شمار کے مطابق صوبہ پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر میں 43,300 ایکڑ رقبہ پر 7500 سے زائد فش فارمز ہیں جن سے 1000 کلو گرام فی ایکڑ کے حساب سے 4,33,00,000 کلو گرام مچھلی پیدا ہوئی جس کی اندازاً مالیت 4,330 ملین ہے۔

(ب) یہ فش فارمز پرائیویٹ فش فارمرز کی ملکیت ہیں اس لئے محکمہ ان کے آمدنی کی ٹارگٹ مقرر نہیں کرتا۔

(ج) محکمہ ماہی پروری پنجاب نے مچھلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے کئی ایک ترقیاتی سکیمیں شروع کی ہیں جن میں سرکاری ہیچریوں اور نرسریوں کی بہتری کے لئے سکیمیں شامل ہیں۔ ان سکیموں میں Establishment of Hatchery at R.Y.Khan, Shrimp

Culture, Improvement & Renovation of Hatcheries, Establishment of Nursery at Hafiz Abad شامل ہیں جن سے مچھلی اور بچہ مچھلی کی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور مچھلی پالنے کے خواہش مند حضرات کو آسانی سے بچہ مچھلی دستیاب ہوگا۔اس کے علاوہ مچھلی فارم بنانے کے لئے مٹی اور پانی کا مفت تجزیہ اور تمام فنی اور تکنیکی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔علاوہ ازیں صوبائی اور ضلعی سطح پر مچھلی کے کاشتکاروں کی تربیت اور دیگر ضروری معلومات کے لئے باقاعدگی سے مختلف تربیتی پروگراموں کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس سوال میں بتایا گیا ہے کہ یہ پرائیویٹ فش فارم ہیں حکومت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت ان کی آمدن پر کوئی ٹیکس وصول کرتی ہے، اگر کرتی ہے تو کتنا کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت ان پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کرتی بلکہ ان کو facilitate کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جی، سیمل کامران صاحبہ! سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 5110 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، پنجاب میں مچھلی کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*5110: انجنیئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی پالنے کے لئے چھوٹے ڈیم یا ذخیرہ آب بنانے کے لئے خصوصی ترغیبات دیتا ہے، ان ترغیبات (Incentives) کی نوعیت کیا ہے؟

(ب) صوبہ میں سال 09-2008 میں فارمی مچھلی کی کل کتنی پیداوار ہونے کی توقع ہے اور پچھلے سال کی نسبت اس میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟

(ج) کیا محکمہ نے صوبہ میں آبی زندگی کے تحفظ کے لئے اس مالی سال میں کوئی مہم چلائی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی پالنے کے لئے چھوٹے ڈیم اور ذخیرہ آب بنانے کے لئے ترغیبات دیتا ہے۔ڈیم یا ذخیرہ آب بنانا محکمہ اریگیشن کا کام ہے البتہ محکمہ ماہی پروری مچھلی پالنے کے لئے صرف تکنیکی مشورے دیتا ہے۔

(ب) محکمہ ماہی پروری پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق سال 09-2008 میں صوبہ پنجاب میں 44,300 میٹرک ٹن مچھلی پیدا ہوئی جو پچھلے سال کی نسبت 4.7 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں آبی زندگی بالخصوص مختلف انواع کی مچھلی کے تحفظ کے لئے دوران سال 10-2009 درج ذیل مہمات چلائی گئیں:۔

- بندی کے موسم میں یکم جون 2010 سے 31۔اگست 2010 کے دوران ناجائز شکار ماہی کے کنٹرول کے لئے صوبائی و ضلعی سطح پر خصوصی ریڈ پارٹیاں تشکیل دی گئیں۔
- Stock Replenishment مہم کے تحت مختلف آبی پانیوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچہ مچھلی سٹاک کیا گیا۔
- مورخہ 24-03-2010 کو چشمہ بیراج ضلع میانوالی کے مقام پر کنزرویشن آف فش بائیو ڈائیورسٹی کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کروایا جس میں ملک کے مایہ ناز سائنسدانوں، محققین، سکالرز، پروفیسرز، طلبہ نے شرکت کر کے ناپید ہونے والی مچھلیوں کی نسل کے تحفظ اور بقا کے لئے مقالے پڑھے اور تجاویز دیں۔اس موقع پر 30,000 سے زائد بچہ مچھلی چشمہ بیراج کی جھیلوں میں سیکرٹری جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری کی موجودگی میں سٹاک کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ میں سال 09-2008 میں مچھلی کی کتنی پیداوار ہوئی، جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت نے صوبہ میں آبی زندگی کے تحفظ کے لئے اس مالی سال میں کوئی مہم چلائی ہے، یہ سوال 09-2008 کے بارے میں پوچھا گیا تھا لیکن

جز(ج) میں ان کا محکمہ 10-2009 کا جواب دے رہا ہے منسٹر صاحب مجھے 09-2008 کا جواب دے دیں جو پوچھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے صحیح فرمایا ہے۔یہ سوال 09-2008 کا پوچھا گیا تھا لیکن 10-2009 میں باقاعدہ ایک campaign چلائی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے 09-2008 کا پوچھ رہی ہیں،اس کا بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 09-2008 میں normal activities جاری رہی ہیں اور خصوصی مہم 10-2009 میں چلائی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے normal activities اور abnormal activities کا فرق بھی بتادیں۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر 09-2008 میں کوئی activities نہیں تھیں تو پھر یہ 10-2009 کے بارے میں بتانے کی کیا ضرورت ہے اس کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے کے مختلف پراجیکٹ چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کی information کے لئے ہے کہ محکمہ ٹھیک کام کر رہا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): اس میں مختلف انواع کی مچھلیوں کی پیداوار کرنے کے لئے سیمینار رکھے گئے ہیں، اس بارے میں تقاریب کی گئی ہیں، جو ہمارا چشمہ Hatchery ہے وہاں پر فنکشنز کئے گئے ہیں اور اس کی انٹرنیشنل کانفرنس کی گئی ہے۔فتح جنگ اور اسلام آباد میں بھی Hatchery ہے۔جہاں جہاں Hatcheries ہیں مچھلی سے بچہ پیدا کر کے دریاؤں کے سپرد کیا جاتا ہے تاکہ ان کی پیداوار میں اضافہ ہو۔یہ ایک تسلسل ہے جس پر محکمہ سارا سال عمل پیرا رہتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: یہ سن کر تو پتا چلا کہ واقعی محکمہ کام کر رہا ہے اور انہوں نے 09-2008 میں بھی بہت زیادہ کام کیا ہے۔ اگر اتنا زیادہ کام ہوا ہے تو ان کے ڈیپارٹمنٹ نے consider کیوں نہیں کیا ہے اور جواب میں کیوں نہیں لکھا کہ 09-2008 میں اتنا سارا کام کیا ہے، 10-2009 میں تو انہوں نے وہی کیا جو ان کو کمیٹیاں بنانے کی عادت ہے، انہوں نے بس کمیٹیاں ہی تشکیل دی ہیں۔ منسٹر صاحب جو verbally بتا رہے ہیں یہ کتاب میں کیوں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال چونکہ 10-2009 کا ہے اور جواب بھی 10-2009 کا دیا گیا ہے۔ البتہ یہ اگست کے مہینے کی تاریخ بتائی گئی ہے کہ یکم جون 2010 سے 31۔ اگست 2010 کے دوران ہوتا ہے۔ مہم کے دوران مختلف آبی پانیوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچہ مچھلی سٹاک کیا گیا ہے اور دریا کے سپرد کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہ بھی آ گئے ہیں۔ قمر الاسلام صاحب! کوئی ضمنی سوال کر لیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ صرف تکنیکی مشورے دیتا ہے ترغیبات نہیں دیتا۔ کیا یہ جو تکنیکی مشورے دیتے ہیں وہ ترغیبات کے زمرے میں نہیں آتے؟

جناب سپیکر: آپ جیسا سمجھ لیں ویسے ہی ٹھیک ہے، اب اس پر ٹائم ضائع نہ کریں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5248 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چشمہ بیراج پر غیر قانونی شکار کھیلنے والوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5248: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے بڑے آبی ذخیروں بشمول چشمہ بیراج نقل مکانی کرنے والے پرندوں کے شکار پر پابندی ہے ؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں فیصل آباد اور سرگودھا سے واپڈا کے سینئر افسران نے دو دن تک چشمہ بیراج میں مرغابیوں کا شکار کھیلا اور درجنوں مرغابیاں شکار کیں ؟
(ج) کیا اس غیر قانونی شکار کا محکمہ شکار نے کوئی نوٹس لیا ہے اور ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔
(ب) درست نہ ہے۔اخباری خبر کی اشاعت پر اس واقعہ کی تفصیلی تحقیقات کرائی گئیں جس سے ایسے کوئی شواہد نہ ملے ہیں۔
(ج) انکوائری رپورٹ کے مطابق وائلڈ لائف سینکچوری چشمہ میں غیر قانونی شکار نہیں کھیلا گیا اس لئے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جز (الف) سے انکار کر دیا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا حالانکہ یہ بہت مشہور واقعہ تھا اور اس پر محکمہ جنگلی حیات نے کوئی action نہیں لیا یا تو ان کی ملی بھگت ہے یا نااہلی ہے۔اس دن وہاں پر جو باقی شکار پارٹیاں گئی ہوئی تھیں وہ بھی اس چیز کی گواہ ہیں کہ واپڈا کے بڑے افسران نے وہاں پر شکار کھیلا تھا۔اس ضمن میں، میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اس بات کو explain کریں کہ محکمہ جنگلی حیات کیا کرتا ہے ؟ اس شکار کی یہ صورتحال ہو گئی ہے کہ پرندے اور جنگلی جانور ناپائید ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 10۔دسمبر 2009 کا واقعہ ہے۔یہ خبر ایک اخبار میں چھپی تھی، ایک معروف اخبار کے نامہ نگار کی طرف سے اخبار میں یہ print ہوئی تھی۔اس بنیاد پر ہمارے ڈپٹی ڈائریکٹر رانا شہباز نے انکوائری کی۔ان کی انکوائری رپورٹ کے مطابق اس نے تمام شہادتیں جمع کیں ہیں اور میرے پاس وہ تمام facts موجود ہیں۔اس انکوائری کی

رُو سے وہاں پر دسمبر کے مہینہ میں ان علاقوں میں شکار پر پابندی نہیں تھی یعنی چشمہ کے علاقہ میں جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ واپڈا کے افسران اپنے واپڈا کے ریسٹ ہاؤس میں 4 اور 5۔دسمبر کی درمیانی رات کو ٹھہرے ہیں، وہ صبح 9 بجے اپنے واپڈا کے پاور ہاؤس کو visit کرنے کے لئے چلے گئے اور انہوں نے وہاں چشمہ میں واپڈا کے ریسٹ ہاؤس میں stay کیا ہے لیکن انکوائری رپورٹ کے مطابق وہاں پر کوئی شکار نہیں کھیلا گیا۔ اگر میرے بھائی کہیں گے تو میرے پاس جو تمام انکوائری reports ہیں وہ بھی دکھا سکتا ہوں اور اگر دوبارہ انکوائری کا کہیں گے تو دوبارہ انکوائری بھی کی جا سکتی ہے۔ دسمبر کے مہینے میں شکار پر پابندی نہیں ہوتی لیکن ان افسران نے شکار نہیں کھیلا بلکہ رپورٹ کے مطابق ان کے چیف ایگزیکٹو سے ایک اخبار کے نامہ نگار کی ملاقات ہونا تھی اور وہ ملاقات نہ ہوئی تو اس بنا پر اس نے یہ خبر دی تھی۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر قمرالاسلام راجہ!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ 2009 کا واقعہ ہے اس سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ واقعہ ہوا تھا۔ اب اس پر چاہے جتنی بھی مٹی ڈال دی جائے لیکن انہوں نے شکار کھیلا ہے کیونکہ انہوں نے سلنسر لگی بندوقوں سے شکار تو نہیں کھیلا تھا اس میں bullets استعمال ہوئی ہیں یہ بہت بڑی شکار پارٹی تھی بہر حال میں وزیر صاحب کے جواب کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مطمئن ہو جائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں مختلف لوگوں کے بیانات لئے گئے تھے اس میں فشری کے contractors، ریسٹ ہاؤس کے ملازمین اور وائلڈ لائف کے ملازمین کے بیان لف ہیں۔ اس انکوائری کی رپورٹ کی روشنی میں یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وہاں پر شکار نہیں کھیلا تاہم اگر میرے بھائی کہیں گے تو میں دوبارہ ان کو مطمئن کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اب اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا سوال نمبر 5915 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6054 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، جنگلات اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*6054: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے رقبہ پر جنگلات ہیں؟

(ب) گزشتہ پانچ سال کے دوران ضلع اوکاڑہ محکمہ جنگلات نے کتنا نیا جنگل لگایا ہے؟

(ج) 2009-10 میں جنگل سے کتنی لکڑی چوری ہوئی اور کتنے لوگوں کے خلاف چوری کے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن میں دیپالپور پلانٹیشن واقع ہے جس کا رقبہ 7235 ایکڑ ہے۔اس کے علاوہ انہار اور سڑکات پر بھی جنگلات واقع ہیں جن کا رقبہ 1133 میل ہے۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران محکمہ جنگلات ضلع اوکاڑہ نے جو نئے جنگلات لگائے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

i۔ دیپالپور پلانٹیشن میں 3229.7 ایکڑ پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں۔

ii۔ سڑکات اور انہار پر 1007 ایونیو میل رقبہ پر نئے جنگلات لگائے گئے ہیں۔

(ج) 2009-10 میں 1764 عدد درختان چوری ہوئے اور 211 ملزمان کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2010-11 میں ان جنگلات سے کتنی آمدن ہوئی اور کتنے درخت لگائے گئے؟

جناب سپیکر: جی، کتنی آمدن ہوئی، کتنے درخت لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2009 میں 2 کروڑ پودے لگائے گئے تھے، 2010 میں بھی 2 کروڑ پودے لگائے گئے تھے، ٹارگٹ بھی 2 کروڑ پودے لگانے کا تھا اور 2 کروڑ 18 لاکھ پودے لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ دیپالپور اور اوکاڑہ میں کن سڑکوں پر درخت لگائے گئے ہیں اور 10-2009 کے دوران جو 1764 عدد درخت چوری ہوئے تھے ان کی مالیت بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، چوری ہونے والے درختوں کی مالیت بتائیں۔ محترمہ! دیکھ لیں، آپ کا ضمنی سوال بنتا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جی، میرا ضمنی سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں۔ جی، اگر آپ کے پاس information آ گئی ہے تو ان کو بتائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو 1764 درخت چوری ہوئے تھے ان کی مالیت 35 لاکھ 27 ہزار 2 سو 77 روپے بنتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اچھا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان چوری کے ملزمان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 215 افراد کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور 7 لاکھ 12 ہزار روپے ان سے وصول کئے گئے، 14 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں، ان کے کیس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے جن کے خلاف پرچے ہوئے ہیں اور یہ کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ عدالتوں میں جتنے کیس زیر سماعت ہیں اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور جرمانے کی صورت میں کتنی رقم موصول ہوئی ہے اس کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔ 2009 میں مقدمہ نمبر 244 دس درخت چوری کا ہے، اس کی 50 ہزار رقم بنتی ہے یہ کیس سول جج رینالہ خورد کے پاس ہے۔ اس کے مختلف عدالتوں میں کیس ہیں دوسرا کیس 2009 کا ہے جس کا مقدمہ نمبر 17

ہے یہ 52ہزار چوری کا ہے، تیسرا کیس 96ہزار کا ہے یہ سینئر سول جج رینالہ خورد کے پاس زیر سماعت ہے، مقدمہ نمبر10/49 تھانہ بصیرپور میں زیر تفتیش ہے، مقدمہ نمبر 94سول جج دیپالپور کے پاس زیر سماعت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں بات سنیں، وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے کتنے افراد کے خلاف پرچہ دیا تھا اور وہ آپ نے بتا دیا ہے۔ اب آپ کی چوری ہوئی تھی وہ بھی آپ نے بتا دی، جتنی recovery ہوئی تھی وہ بھی آپ نے بتا دی۔ انہوں نے ابھی pending cases نہیں پوچھے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 39 کیسز compound ہوئے ہیں، 6 کیسز prosecute ہوئے، 14 "ایف آئی آر" درج ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ عملہ کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور پیڈا ایکٹ کے تحت 77 فارسٹ گارڈز کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جرمانے کی باقی pending amount کتنی ہے اور وہ کب تک وصول ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، وہ کورٹ میں cases ہیں، وہ اس سے پہلے کیا بتا سکتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب باقی وصول ہونے والی رقم کا بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، جتنی رقم انہوں نے وصول کر لی ہے آپ اس سے باقی نکال لیں کتنی بنتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 7لاکھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، 7لاکھ ہے۔ بڑی مہربانی، پھر بھی شاباش ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، کس بات کا شکریہ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ ان کی بھی بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کیونکہ منسٹر صاحب ابھی یہ فرما رہے تھے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پلیز ان کی بات بڑے غور سے سنیں اور جواب دیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اوسطاً 2 کروڑ درخت لگائے جا رہے ہیں اور منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ 2 کروڑ درخت لگائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال میں انہوں نے تو نہیں پوچھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے جواب دیا ہے کہ 2 کروڑ درخت لگائے گئے تو میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر 2 کروڑ لگائے گئے تو کتنے درخت زندہ رہے کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ یہ بات بتا چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ یہ بات اس معزز ایوان کو بتا چکے ہیں کہ اس میں سے 99 فیصد زندہ ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر 99 فیصد زندہ ہیں تو پھر وہاں پر حالات ایسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ایوان میں انہوں نے بتا دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔ یہ جو انہوں نے compound کیا ہے، پھر لکڑی جو چوری ہوتی ہے compound کرنے کے بعد کیا ملزمان کو دے دی جاتی ہے؟ وزیر موصوف نے compound کا لفظ بولا ہے اور کہا ہے کہ compound کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا لکڑی بھی ان کو دے دی گئی، آپ بھی سمجھتے ہیں کہ compound کا مطلب کیا ہے، یہ compound کرنے کے بعد لکڑی ان کو کیوں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ 1927 کا ایکٹ تھا جس میں -/500 روپے جرمانہ کی رقم رکھی گئی تھی۔ اب ان قوانین میں ترمیم ہو گئی ہے rules بن رہے ہیں اور اب 2010 کا نیا ایکٹ آ رہا ہے جس کے تحت بھاری جرمانے تجویز کئے گئے ہیں۔ اگر ایک لاکھ روپے لکڑی کی چوری ہو گی تو دس لاکھ روپے جرمانہ ہو گا، اس سے اوپر کی اگر چوری ہو گی تو دس لاکھ

روپے جرمانہ کے علاوہ ایک سال قید بھی ہو گی۔ ابھی اس کے رولز بن رہے ہیں لہذا میری یہ گزارش ہے کہ ابھی تک 1927 کا پرانا ایکٹ چل رہا ہے جس کے تحت یہی سزائیں تھیں جو دی گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر موصوف کے بھی علم میں ہے کہ اس amendment کا دینے والا بھی میں ہی ہوں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس پر عمل ہو رہا ہے، سوال صرف اتنا ہے کہ کیا ہم نے جو ترامیم کی ہیں اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں؟ لکڑی تو اسی طرح سے چوری ہو رہی ہے اور اسی طرح سے غائب ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں سے بھی کوئی complaint آتی ہے اس پر action لیا جاتا ہے۔ عملہ وہی سابقہ ہے، اس وقت کافی پوسٹیں خالی پڑی ہیں لیکن recruitment پر ban لگا ہوا ہے۔ گارڈ کے پاس بہت سارا ایریا ہوتا ہے اور نگرانی کے لئے جتنے سٹاف کی ضرورت ہے وہ اس وقت موجود نہیں ہے تاہم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ theft cases پہلے سے کم ہو گئے ہیں اور ابھی جو ایکٹ میں ترمیم ہوئی ہے اس کے rules بڑی تیزی سے مرتب ہو رہے ہیں جیسے ہی ان کی approval ہو جائے گی اس کے بعد ان پر عملدرآمد ہو گا جس کے تحت سخت سزائیں دی جائیں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد لکڑی کی چوری بالکل ختم ہو جائے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! جو درخت وہاں پر لگائے گئے ہیں یہ کس کس اقسام کے درخت ہیں؟

جناب سپیکر: آپ اگر ٹائم پر نہیں آئے تو اس میں ان کا قصور تو نہیں ہے یا میرا قصور تو نہیں ہے۔ وہ اس کا جواب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس کے مختلف زون ہیں، پہاڑی علاقہ ہے جیسے مری کا علاقہ ہے وہاں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میرا عرض کرنے کا یہ مقصد تھا کہ جو سفیدا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور پانی بھی چوستا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تجویز بعد میں دے دیں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ بڑی مہربانی۔ محترمہ نسیم لودھی!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! On her behalf.

جناب سپیکر: آپ پہلے سوال کر چکی ہیں، تشریف رکھیں۔ محترمہ آپ بولیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6103 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وہاڑی، چڑیا گھر سے متعلقہ تفصیلات

*6103: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں واقع چڑیا گھر کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ چڑیا گھر میں موجود جانوروں کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009 میں اس چڑیا گھر پر 4 کروڑ 70 لاکھ روپے کے ترقیاتی کام کئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وہاڑی میں چڑیا گھر نہیں بلکہ وائلڈ لائف پارک ہے جس کا رقبہ 15 ایکڑ اور 06 مرلہ ہے۔

(ب) وہاڑی وائلڈ لائف پارک میں جانوروں اور پرندوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

جانور	پرندے
54 عدد	200 عدد

کل تعداد 254 ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔البتہ مالی سال 10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر 70 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ وہاڑی کے وائلڈ لائف پارک میں جانوروں کی کل تعداد 254 ہے جبکہ یہ پارک وہاڑی کے لوگوں کے لئے واحد تفریح کا ذریعہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت وہاں پر جانوروں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: اگر جانوروں کی تعداد آپ بڑھانا چاہتے ہیں تو کب تک اور کتنی بڑھائیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے خود بھی وہ پارک دیکھا ہوا ہے جتنا اس پارک کا سائز ہے، جتنا اس کا area ہے، جتنی capacity ہے اس کے مطابق اس میں جانور اور پرندے موجود ہیں۔اس کے باوجود میں ایک دفعہ دوبارہ اس کی study کرا لیتا ہوں اگر وہاں پر گنجائش بڑھائی جا سکتی ہو گی تو پھر بڑھا دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب والا!ابھی معزز وزیر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا پارک ہے اور جواب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ چڑیا گھر نہیں ہے بلکہ ایک وائلڈ لائف پارک ہے۔جہاں پر صرف 54 جانور اور 200 کے قریب پرندے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال میں یعنی 10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر انہوں نے 70 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کریں گے کہ اس چھوٹے سے پارک میں جہاں صرف 54 جانور اور 200 پرندے ہیں وہاں پر 70 لاکھ روپے کس چیز پر خرچ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر:جی،ان کو بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ ابھی کی سکیم نہیں ہے بلکہ 10-2009 کی سکیم ہے اس وقت تو اس پر کوئی پیسا خرچ نہیں ہو رہا۔ پہلے ایک سکیم بنی تھی اور اس میں ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے تھے جس میں سٹاف کی رہائش گاہیں، دروازے، ٹائلٹ، فٹ پاتھ، ٹربائن اور water courses اور اسی طریقے سٹریٹ لائٹس، سیوریج اور لان وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ یہ وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام ہوا ہے اس پر یہ تمام پیسے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام ہوا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!یہ رقم صرف ایک سال خرچ ہوئی ہے ہر سال یہ رقم خرچ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر:محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران:جناب والا!ایک چھوٹے سے پارک پر انہوں نے 70 لاکھ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے یہ پیسے پارک میں نہیں لگائے وہ تو آپ کو انہوں نے بتا دیا ہے،آپ ان کی بات تو سنتی نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! سوال کیا گیا تھا کہ سال 2009 میں اس چڑیا گھر پر 4 کروڑ70 لاکھ روپے کے ترقیاتی کام ہوئے ہیں جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ البتہ مالی سال 10-2009 میں ترقیاتی کاموں پر 70 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ انہوں نے خود اپنے جواب میں لکھا ہے میں نے نہیں لکھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں 70 لاکھ روپے کی سکیم صرف ایک دفعہ بنی تھی یہ ہر سال رقم خرچ نہیں ہو رہی۔ اس رقم سے پارک کی boundary wall اور اس کے علاوہ جانوروں کے پنجرے بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے سنائی نہیں دیا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس رقم سے جانوروں کے پنجرے اور boundary wall بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، Boundary wall اور cages بنائے گئے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ایک دفعہ 70 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں ہر سال خرچ نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ضمنی سوال سنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس پارک میں جانور 54 اور پرندے 200 عدد موجود ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی کیا اقسام ہیں اور جانور کون سی نسل کے ہیں اس کے علاوہ پرندے کون کون سے موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ان کی کون سی نسل ہے اور کون کون سے جانور وہاں پر موجود ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ببر شیر، پاڑاہرن، نیل گائے، کالاہرن، بندر اس کے علاوہ مختلف قسم کے مور peasants اور اس کے علاوہ آبی پرندے وہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: میرا سوال نمبر 6132 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چڑیا گھروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6132: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے چڑیا گھر ہیں؟

(ب) کیا حکومت ہر ضلع میں چڑیا گھر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کم از کم کتنا رقبہ درکار ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں کل تین چڑیا گھر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

i. لاہور چڑیا گھر

ii. بہاولپور چڑیا گھر

iii. ڈیرہ غازی خان چڑیا گھر

(ب) جی، نہیں۔

(ج) چڑیا گھر کے قیام کے لئے کوئی مخصوص رقبہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! انہوں نے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ حکومت ہر ضلع میں چڑیا گھر بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ میں ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا ہر ڈویژن میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ ہمارے پاس بچوں کے لئے تفریح کے مواقع بہت کم ہیں؟

جناب سپیکر: کیا ان تین چڑیا گھروں کے علاوہ division level پر آپ چڑیا گھر بنانا چاہتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! یہ چونکہ بچوں کے لئے ایک اچھی اور healthy تفریح ہے۔ انہوں نے straightaway refuse کر دیا ہے اس کی بھی وجہ بتادیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ refusal کی وجہ بھی بتادی جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر چڑیا گھر نہیں بنائے جا سکتے۔

جناب سپیکر: ضلع کی سطح پر نہیں وہ ڈویژن کی سطح پر بنانے کا پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! نہ بنانے کی وجہ بھی بتائی جائے۔

جناب سپیکر: اس کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! وسائل کم ہیں۔ ہمارے پاس پہلے سے جو چڑیا گھر اور wildlife parks موجود ہیں پہلے ان کو maintain کرنا ہے۔ جب وسائل اجازت دیں گے تو پھر بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں اسی حوالے سے یہ عرض کروں گی کہ لاہور کے چڑیا گھر میں construction ہو رہی تھی جس میں تاخیر ہو گئی ہے اور اس کا کام لٹکا ہوا ہے اس تاخیر کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: لاہور کے چڑیا گھر میں تاخیر کی وجہ؟

محترمہ خدیجہ عمر: اس کے علاوہ اس دوران جو پیسوں کا زیاں ہوا ہے وہ بھی بتادیں کہ کتنے پیسوں کا وہاں پر زیاں ہوا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی بتاتے ہیں۔ آج خصوصی طور پر میں دو صاحبان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو میرے سامنے بیٹھے ہیں دوسرے میرے خیال میں ابھی باہر چلے گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے وہ کنٹرول ہوتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی point out کیا تھا کہ وزراء تشریف نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! تشریف فرما ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ایک وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آجاتے ہیں۔ اب دیکھیں کتنے ہوگئے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اب دو ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی اور بھی آجائیں گے۔ وزیر صاحب! چڑیا گھر میں کوئی تعمیرات ہو رہی تھیں اس بارے میں یہ سوال پوچھ رہی ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں پہلے تعمیرات ہو رہی تھیں پھر ڈیزائن تبدیل ہو گیا جس کی وجہ سے وقت لگ گیا، اب اس وقت کام تیز رفتاری سے جاری ہے۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے اس سوال کا حصہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ fresh question دے دیں تو میں اچھی طرح جواب دوں گا۔ تمام کا بہت شکریہ، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ محترمہ! Rules کے مطابق آپ کا ایک گھنٹہ ٹائم ہے اور میں ٹائم سے آگے نہیں جا سکتا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ چاہوں گا کہ جو منصوبہ زیر تکمیل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ مجھے نہ بتائیں۔ اب آپ چھوڑیں، میں جواب نہیں لوں گا۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ماہی پروری کے ملازمین، بجٹ اور آمدن سے متعلقہ تفصیل

*5034: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں 08۔2007 میں محکمہ کو فش کی مد میں کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) سال 09۔2008 میں مذکورہ مد میں پچھلے سال کی نسبت آمدن میں کتنا اضافہ ہوا؟

(ج) سال 10۔2009 میں محکمہ کی آمدن کو بڑھانے کے لئے کل کتنے نئے لوگوں کو فش فارمز بنانے کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے؟

(د) محکمہ کے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے 10۔2009 میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور ترقیاتی کاموں کے لئے کتنا بجٹ مختص ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری پنجاب کو سال 2007-08 میں مچھلی کی فروخت سے کل 93.01 ملین روپے کی آمدن ہوئی۔

(ب) سال 2008-09 میں محکمہ ماہی پروری کو فش کی مد میں مبلغ 112.048 ملین روپے آمدن ہوئی جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 20 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) سال 2009-10 میں محکمہ ماہی پروری کی جانب سے کسی بھی شخص کو فش فارم بنانے کے لئے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا گیا۔

(د) محکمہ ماہی پروری کے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے 2009-10 میں کل 121.78 ملین روپے جبکہ ترقیاتی کاموں کے لئے 277.5 ملین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، درختوں کی نیلامی و دیگر تفصیلات

*5915: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 2007 سے 2009 تک کتنے نہری درخت نیلام کئے گئے ہیں اور اس سے کل کتنی آمدنی ہوئی ہے، ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو درخت نیلام کئے گئے یا کٹوائے گئے، اس کی اجازت اعلیٰ حکام سے نہ لی گئی تھی اگر لی گئی تھی تو اس اتھارٹی کا نام وعہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 2007 سے 2009 تک جتنے نہری درخت نیلام کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تعداد درختاں	نیلامی سے حاصل شدہ رقم
2007	- - - - -	- - - - -
2008	645	40,84,110/-
2009	775	70,28,112/-
میزان	1420	1,11,12,222/-

(ب) خشک، گرے پڑے ایستادہ درختان کو نیلام کرنے کی منظوری ناظم جنگلات نے دی۔

ضلع وہاڑی، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6823: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا کہاں کہاں ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور یہ جنگل کون کون سے درختوں پر مشتمل ہے؟

(ج) سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران اس ضلع میں کتنی رقم سالانہ شجرکاری پر خرچ ہوئی؟

(د) سالوں کے دوران کون کون سے درخت شجرکاری میں لگائے گئے؟

(ہ) کیا ان سالوں کے دوران محکمہ نے پرائیویٹ افراد/کسانوں کو شجرکاری کے لئے پودے فراہم کئے تو کتنے اور کون کون سے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے البتہ ضلع وہاڑی میں 1049 میل انہار اور 322 کلو میٹر سڑکات کے کناروں پر کھڑے درختاں کا انتظام محکمہ جنگلات صوبائی حکومت کے ذمہ ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے تاہم ضلع وہاڑی میں انہار و سڑکات کے کناروں پر درخت ہیں۔ 1049 میل انہار میں سے 805 میل پر درخت ہیں۔اسی طرح 322 کلو میٹر میں سے 215 کلو میٹر سڑکات پر درخت ہیں۔ ضلع وہاڑی میں انہار و سڑکات پر زیادہ تر کیکر، شیشم کے درخت پائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ فراش، سفیدا، توت، سمبل وغیرہ کے درخت کی اقسام بھی موجود ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 میں 20 ایونیو میل پر درخت لگانے کے لئے مبلغ 3.37 لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے اور سال 10-2009 میں میگا پراجیکٹ کے تحت 200 ایونیو میل پر درخت لگانے کے لئے مبلغ 26.40 لاکھ روپے شجرکاری پر خرچ کئے گئے ہیں۔

(د) ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 میں 20 ایونیو میل پر کیکر، شیشم، نیم، سکھ چین، املتاس، بکائن وغیرہ کے درخت لگائے گئے جبکہ سال 10-2009 میں کیکر، شیشم، نیم، سکھ چین، املتاس، بکائن وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(ہ) ضلع وہاڑی میں ان سالوں کے دوران محکمہ جنگلات کی طرف سے پرائیویٹ افراد / کسانوں کو شجرکاری کے لئے فراہم کردہ پودہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	فراہم کردہ پودوں کی تعداد	اقسام پودہ جات
2008-09	23775	کیکر، شیشم، نیم، بکائن، توت وغیرہ
2009-10	9500	کیکر، نیم، بکائن، توت، شیشم وغیرہ

لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*7061: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) Zoo Management Committee, Lahore کے کون کون سے ممبران ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، ماہانہ خرچ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر کو کل کتنی آمدن ہوئی، ماہانہ آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) Zoo Management Committee, Lahore ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

آفیشل ممبرز (نام)	عہدہ	گریڈ
(1) ظفر نصر اللہ، ڈائریکٹر جنرل وائلڈ لائف اینڈ پارکس، پنجاب	چیئرمین	20
(2) رضوان علی سینئر چیف (ایگریکلچر) پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ	ممبر	20
(3) زبیر وحید نمائندہ فنانس ڈیپارٹمنٹ	ممبر	18
(4) سید ظفر الحسن شاہ، نمائندہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ	ممبر	18
(5) پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف مغل نمائندہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ انیمل سائنسز لاہور	ممبر	21
(6) پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان نمائندہ زوالوجی ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور	ممبر	20
(7) امید خالد کنزرویٹر نیشنل کونسل فار کنزرویشن آف وائلڈ لائف اسلام آباد	ممبر	19
(8) محمد اقبال خالد، ڈائریکٹر چڑیا گھر لاہور	نان ممبر سیکرٹری	18
نان آفیشل ممبرز (نام)		
(1) مسٹر تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، پی پی 21 چکوال	ممبر	
(2) ڈاکٹر محمد افضل، ریٹائرڈ چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ DHA لاہور	ممبر	
(3) مسٹر غضنفر علی خان لنگاہ، ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈ لائف رائے ونڈ لاہور	ممبر	
(4) مسٹر اسامہ طارق خان، چیف ایگزیکٹو طارق گارڈن لاہور	ممبر	
(5) مس عظمیٰ خان WWF پاکستان	ممبر	
(6) ڈاکٹر رفعت سلیمان بٹ سٹریٹ نمبر U-159، فیز DHA-II لاہور	ممبر	

(ب) سال 2009-10 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں ترقیاتی کاموں پر مبلغ 14.050 ملین روپے خرچ ہوئے تاہم موجودہ کاموں پر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے مندرجہ ذیل رقم خرچ کی ہے۔ تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2009-10 کے دوران کل آمدن مبلغ 58372156 روپے ہوئی تفصیل جدول (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔جنگلات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7092: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران ان جنگلات سے لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا، جو اس میں ملوث تھے ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ج) حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا اور بدعنوان عملے کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

(د) ان جنگلات سے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کل کتنے نئے پودے لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں 12510 ایکڑ نہری ذخیرہ اور 996 میل Linear Plantation پر مشتمل جنگلات ہیں۔

(ب) سال09-2008اور10-2009کے دوران جنگلات سے لکڑی چوری کی بابت جو کارروائی کی گئی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ایف آئی آر	مالیت
2008-09	75	5776882/-
2009-10	104	74,26,390/-

(ج) محکمہ کی جانب سے لکڑی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا کے خلاف قانون کے مطابق جرمانہ وصول کیا جاتا ہے اگر مجرم جرمانہ دینے سے انکاری ہو تو پرچہ پولیس زیر دفعہ 379 درج کروایا جاتا ہے۔ بدعنوان عملہ کے خلاف پیڈا ایکٹ کے تحت قانونی سزا دی جاتی ہے جس میں ریکوری، نوکری سے برخاستگی وغیرہ سزائیں شامل ہیں۔

(د)

سال	آمدن	نئے لگائے گئے پودے
2008-09	چھ کروڑ ستاون لاکھ چودہ ہزار روپے	سات لاکھ ستاسی ہزار
2009-10	چھ کروڑ چودہ لاکھ بہتر ہزار روپے	چھ لاکھ پندرہ ہزار

ضلع خانیوال، محکمہ جنگلات کی اراضی کی تفصیلات

*7108:جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2002 کو ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کتنی اور کس کس جگہ تھی تفصیل جگہ وار بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنی اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی اراضی کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(د) یہ اراضی الاٹ کرنے کی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنی اراضی قانونی طریق کار کے تحت اور کتنی اراضی غیر قانونی طریق کار کے تحت الاٹ کی گئی؟

(و) کیا حکومت اس اراضی کی الاٹمنٹ کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری2002 کو ضلع خانیوال کی کل اراضی 12281 ایکڑ تھی، یہ اراضی پیر ووال کے مقام پر ہے۔

(ب) اس وقت ضلع خانیوال میں 8417 ایکڑ اراضی محکمہ ہذا کے پاس ہے جو کہ پیر ووال کے مقام پر ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران 3964 ایکڑ اراضی آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی گئی۔

(د) یہ اراضی سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی۔

(ہ) ریونیو بورڈ نے بطور مجاز اتھارٹی مذکورہ 3964 ایکڑز مین آرمی ویلفیئر اس کیم کے تحت جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی disposal پر دی۔

(و) محکمہ جنگلات سے متعلقہ نہ ہے۔

پیر وowال ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ و دیگر تفصیلات

*7109: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 کو پیر ووال (ضلع خانیوال) کے مقام پر محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا تھا اور اس وقت اس جگہ کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ کو کس کس نہر / مائنر سے پانی فراہم کیا جاتا تھا اور اس رقبہ کے جنگل کو پانی فراہم کرنے کے لئے کتنے موگہ جات ہیں؟

(ج) اس جنگل کا کتنا رقبہ کن کن افراد کو اس عرصہ کے دوران کس کس سکیم کے تحت الاٹ ہوا ہے، ان کے نام و پتا جات اور جگہ بتائیں؟

(د) یہ اراضی ان کو کس کس سکیم کے تحت الاٹ کی گئی ہے؟

(ہ) اس میں کتنے سرکاری ملازم ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) اس اراضی کی الاٹمنٹ کس مجاز اتھارٹی نے کی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری 2002 کو پیر ووال ضلع خانیوال کے مقام پر محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 12281 ایکڑ تھا اور اب 8417 ایکڑ ہے۔

(ب) اس رقبہ کو فارسٹ ڈسٹری بیوٹری سے پانی فراہم کیا جاتا ہے جس کے 17 عدد موگہ جات ہیں۔

(ج) اس جنگل کا 3964 ایکڑ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈکوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا ہے۔

(د) یہ اراضی صرف آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت دی گئی ہے۔

(ہ) اس کا جواب جز (د) میں دیا جا چکا ہے۔

(و) یہ اراضی سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے جنرل ہیڈکوارٹر راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دی۔

ضلع ساہیوال، محکمہ جنگلات کی کل اراضی و دیگر تفصیلات

*7110: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 میں ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کتنی تھی اور کس کس جگہ تھی، تفصیل جگہ وار بتائیں؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنی اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی اراضی کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(د) یہ اراضی الاٹ کرنے کی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنی اراضی قانونی طریق کار کے تحت اور کتنی اراضی غیر قانونی طریق کار کے تحت الاٹ کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری 2002 کو ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام تحصیل	قسم جنگل	کل رقبہ
1-چیچہ وطنی	چیچہ وطنی، نہری ذخیرہ	11,521.70ایکڑ
2-ساہیوال	دفتر و رہائشی کالونی	3ایکڑ

(ب) اس وقت ضلع ساہیوال میں درج ذیل اراضی محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے:-

نام تحصیل	قسم جنگل	کل رقبہ
1-چیچہ وطنی	نہری ذخیرہ	11,521.70ایکڑ
2-ساہیوال	دفتر و رہائشی کالونی	3ایکڑ

(ج) اس عرصہ کے دوران 211ایکڑ 5کینال 8مرلہ اراضی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب، لاہور نے برائے تعمیر دانش سکول ٹرانسفر کی۔

(د) یہ اراضی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے ٹرانسفر کی۔

(ہ) ریونیو بورڈ Competent Authority ہے جس نے دانش سکول کے لئے رقبہ ٹرانسفر کیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

سرگودھا۔ محکمہ جنگلات کا رقبہ و نرسریوں کی تفصیلات

*7123: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں محکمہ جنگلات کی کتنی نرسریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان نرسریوں سے 2008 سے اپریل 2010 تک کل کتنے پودے فروخت ہوئے اور کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع سرگودھا میں نجی شعبہ میں جنگلات لگانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات کا سرکاری رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ہ) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات نے لکڑی چوری کے کتنے مقدمات کا اندراج کروایا ہے اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک مکمل تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے اور جن لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں محکمہ جنگلات کی درج ذیل نرسریاں ہیں:۔

1) 58 بیریل	فیصل آباد سرگودھا روڈ
2) پل مانگنی	لاہور سرگودھا روڈ

(ب) یہ دونوں نرسریاں ترقیاتی سکیم Development of Forestry Sector Resources for carbon Sequestration Punjab میں بنائی گئی تھیں۔اس سکیم میں پودے فروخت نہ کرنے ہیں۔صرف محکمہ نے اپنے رقبہ جات پر پلانٹنگ کرنی ہے اس لئے نہ ہی پودے فروخت ہوئے اور نہ ہی اس کی آمدنی ہوئی ہے۔

(ج) نجی شعبہ جات میں جنگلات کے فروغ کے لئے مختلف جگہوں پر 25 نرسریاں جس میں 9,58,897 پودے مہیا کئے گئے ہیں اور 25 سیل پوائنٹس بنا کر لوگوں کو پودے فروخت کئے گئے نیز اس سال 8 فنکشن ہوئے جس میں مختلف ہائے لوگوں نے شرکت کی اور پودے لگانے کی ترغیب دی گئی۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ جنگلات کے سرکاری رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔بیلہ جھاوریاں	46 Ac
2۔بیلہ لغاریاں	50 Ac
3۔فارسٹ کالونی	4.75 Ac
4۔چک نمبر 19 ایس پی	5 Ac
5۔انہار	2093 K.M
6۔سڑکات	365 K.M

(ہ) ضلع سرگودھا میں اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک 98 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل (Annexure-1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور شرقپور روڈ سے کاٹے گئے درختوں کی تفصیلات

*7186: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شرقپور روڈ کو دورویہ بنانے کے دوران کتنے درخت کاٹے گئے؟

(ب) ان درختوں کی فروخت سے محکمہ جنگلات کو کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ رقم سے اس سڑک کے کناروں پر شجرکاری کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شرق پور روڈ کو دورویہ بنانے کے لئے کل 1196 درخت کاٹے گئے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا درختوں کی فروخت سے مبلغ۔/1,068,9851 روپے کی رقم محکمہ جنگلات نے وصول کی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات نے اس سڑک پر شجرکاری کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے اور شجرکاری کے لئے مبلغ۔/37,80,968 روپے بطور Replacement Cost محکمہ سڑکات سے وصول کی ہے اور شجرکاری سڑک کی تعمیر مکمل ہونے پر کی جائے گی۔

پنجاب بنک سے جاری فش فارمنگ کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*7234:چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال07۔2006 اور08۔2007 میں پنجاب بنک کے ذریعہ فش فارمنگ کے لئے2فیصد مارک اپ پر قرضہ دیا گیا کیا یہ قرضہ فش فارمنگ پر ہی استعمال ہو رہا ہے اور کتنے افراد کو دیا گیا؟

(ب) کیا مذکورہ قرضہ سے تعمیر فارمز سے مچھلی کی پیداوار ہو رہی ہے، اگر ہاں تو ہر ایک فارم سے کتنی کتنی مچھلی کی پیداوار سال09۔2008 میں ہوئی؟

(ج) مذکورہ قرضہ حاصل کرنے کی کیا شرائط تھیں اور کب تک واپس کرنا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ سال2005-06اور2006-07 میں حکومت پنجاب نے صوبہ میں فش فارمنگ کے فروغ کے لئے 2 فیصد مارک اپ پر 5 کروڑ روپے قرضہ جاری کیا۔یہ قرضہ محکمہ ماہی پروری کی طرف سے جاری کردہ فزیبلٹی رپورٹس پر بنک آف پنجاب کے ذریعہ سے فراہم کیا گیا۔اسے صوبہ میں نئے فش فارم بنانے کے لئے استعمال کیا گیا۔کل 107 فارمرز اس سہولت سے مستفید ہوئے جن میں سے 92افراد کو قرضہ کی کل رقم کی ادائیگی ہوئی جبکہ 15افراد کو محکمہ کی طرف سے سفارش کے باوجود جزوی طور پر رقم کی ادائیگی ہوئی اور بقیہ رقم ابھی تک ادا نہ ہوئی ہے۔یوں 15افراد میں سے 8افراد نے قرض کی بقیہ رقم اپنی جیب سے خرچ کر کے فش فارم مکمل کر لئے ہیں جبکہ باقی 7افراد میں سے ایک شخص انتقال کر گیا اور 6افراد کے فش فارم ابھی تک نامکمل ہیں۔

(ب) جی ،ہاں! مذکورہ قرضہ سے تعمیر ہونے والے فش فارمز سے مچھلی کی پیداوار ہو رہی ہے۔یہ تمام فارم پرائیویٹ فارمرز کی ملکیت ہیں۔فش فارمنگ کے لئے جاری کئے گئے قرضہ سے تقریباً800 ایکڑ رقبہ پر فش فارمز بنائے گئے جن سے سال2008-09 میں اندازاً800 میٹرک ٹن مچھلی پیدا ہوئی۔

(ج) مذکورہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے حکومت نے درج ذیل شرائط عائد کی تھیں:۔

1. قرضہ حاصل کرنے کے لئے ایک سے ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق ہونا ضروری تھا۔
2. ایک کسان اور ایک فارم کے لئے قرضہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار -/700000 روپے مقرر کی گئی تھی۔
3. کل اخراجات کا 20 فیصد قرض حاصل کرنے والے نے برداشت کیا جبکہ بقیہ 80 فیصد بنک کی طرف سے ادا کیا گیا۔
4. قرض حاصل کرنے کا پہلا سال قرض کی واپسی سے مستثنیٰ تھا۔
5. قرضہ 5 سال میں واپس ہونا تھا۔
6. قرض پر مارک اپ کی شرح 2 فیصد سالانہ مقرر کی گئی تھی۔
7. قرض کی رقم چار اقساط میں ادا کی گئی۔
8. متعلقہ اضلاع کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز نے زمین کی فزیبلٹی رپورٹ کے ساتھ قرض کی ادائیگی کا شیڈول بنایا جسے ڈائریکٹر فشریز (ایکسٹینشن) نے اپنی سفارشات کے ساتھ بنک آف پنجاب کو بھیجا۔

بنک آف پنجاب کی اطلاع کے مطابق اب تک 10518068 روپے کی رقم واپس جمع ہو چکی ہے۔

جنگلی حیات ناپید ہونے کی وجوہات

*7235: چودھری **محمد اسد اللہ**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں جنگلی جانوروں کی تعداد ناقص حکمت عملی کی وجہ سے ناپید ہوتی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگلی جانور کم ہونے کی بڑی وجہ غیر قانونی شکار بھی ہے؟

(ج) کیا غیر قانونی شکار کو روکنے کے لئے سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں چالان کئے گئے، اگر ہاں تو کتنے اور ان میں کتنے افراد کو سزا ہوئی نیز اب تک سزا نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست ہے کیونکہ جنگلی جانور کم ہونے کی ایک وجہ غیر قانونی شکار بھی ہے۔

(ج) جی ہاں! سال 08-2007 اور 09-2008 میں چالانات کئے گئے اور جتنے ملزمان کو سزا ہوئی ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

سال	تعداد چالانات	تعداد سزا یافتگان	عدالتوں میں زیر التواء مقدمات	جرمانے
2007-2008	3639	2906	733	3568320/-
2008-2009	4010	3223	787	7592450/-

نیز اب تک سزا نہ ہونے کی وجوہات مقدمات میں عدالتی فیصلوں کی تاخیر اور مقدمات میں ملوث شکاری حضرات کی عدم حاضری کی بناء پر ہوتی ہے۔

صوبہ میں سرکاری جنگلات میں فارسٹ چیک پوسٹوں کا قیام و دیگر تفصیلات

*7250: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری جنگلات کو کٹاؤ سے بچاؤ کے لئے فارسٹ گارڈ اور بلاک آفیسر تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فارسٹ گارڈ کے پاس 60 سے 70 کلو میٹر اور بلاک آفیسر کے پاس 300 کلو میٹر کا ایریا ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کو اپنے ایریا میں جانے اور آنے کے لئے کوئی سرکاری ٹرانسپورٹ فراہم نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی چوروں اور دیگر عوامل سے بچاؤ کے لئے سرکاری طور پر اسلحہ فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ملازمین اپنی قلیل تنخواہ میں اپنی سواری پر اپنے ایریا میں جاتے اور واپس آتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مری میں سرکاری جنگلات کی حفاظت کے لئے فارسٹ چیک پوسٹیں بنائی ہوئی ہیں لیکن صوبہ کے دیگر اضلاع میں فارسٹ چیک پوسٹیں نہ ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت فارسٹ گارڈ اور بلاک آفیسر کو سرکاری ٹرانسپورٹ مع تیل اور اسلحہ فراہم کرنے نیز صوبہ کے دیگر اضلاع میں فارسٹ چیک پوسٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی،ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) کینال / روڈ سائیڈ پلانٹیشن میں فارسٹ گارڈ کی بیٹ کی لمبائی اوسطاً 20 تا 30 کلومیٹر ہے جبکہ بلاک آفیسر کے پاس اوسطاً 60 تا 80 کلومیٹر لمبا ایریا ہوتا ہے۔

(ج) موٹر سائیکل مہیا نہ ہیں اور نہ ہی سرکاری طور پر ملازمین کو اسلحہ فراہم نہ کیا گیا ہے۔

(د) فارسٹ گارڈ کا ہیڈ کوارٹر اس کی اپنی بیٹ (علاقہ) میں ہے۔لہذا ہیڈ کوارٹر پر رہنا اور اپنے علاقے میں گشت کرنا اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

(ہ) مری چیک پوسٹیں بنائی گئی ہیں۔وزیر جنگلات پنجاب کے حکم پر تمام اضلاع میں اہم شاہرات پر لکڑی کی نقل و حمل کی چیکنگ کے لئے سٹاف متعین کیا ہے۔

(و) اس سلسلہ میں تجاویز اور سفارشات حکومت کے زیر غور ہیں۔

مری میں ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7418: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر انتظام مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ہر ایک ریسٹ ہاؤس کے کتنے کتنے کمرے ہیں اور ان میں کیا کیا سہولیات دستیاب ہیں؟

(ب) ان تمام ریسٹ ہاؤسز کی سال 2008 سے اب تک renovation پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے ماہانہ یوٹیلٹی بلوں کی مد میں کتنے اخراجات ہیں؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی بکنگ کا کیا criteria ہے۔ان کا یومیہ کتنا کرایہ ہے اور ان سے پچھلے تین سالوں میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ہ) پچھلے دو سالوں میں یہ ریسٹ ہاؤسز کن کن ناموں پر بک ہوئے اور ان سے کتنے پیسے وصول کئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر انتظام مری میں ریسٹ ہاؤسز کی تعداد چار ہے اور ان کے کمروں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فارسٹ ریسٹ ہاؤس	تعداد کمرہ جات ڈرائنگ روم	ڈائننگ روم	بیڈروم
1	سامبلی ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
2	(ا) گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
	(ب) گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس انیکسی	کوئی نہیں	کوئی نہیں	تین عدد
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	تین عدد
4	بن ریسٹ ہاؤس	ایک عدد	ایک عدد	دو عدد

پہلے تینوں ریسٹ ہاؤسز میں بجلی، پانی اور کچن کی سہولت موجود ہے مگر پانی بذریعہ ٹینکر لانا پڑتا ہے جبکہ بن ریسٹ ہاؤس میں بجلی اور کچن کی سہولت تو موجود ہے لیکن پانی کی سہولت بذریعہ پائپ لائن موجود نہیں ہے اور پانی استعمال کے لئے قدرتی چشموں سے ڈھلائی کر کے لانا پڑتا ہے۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز پر پچھلے دو سالوں میں مندرجہ ذیل رقم خرچ ہوئی ہے:-

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقم سال 2008-09	2009-10
1	(1) گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس وانیکسی	5,00,000/-	---
2	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	1,66,000/-	---
3	بن ریسٹ ہاؤس	3,84,000/-	---
4	سامبلی ریسٹ ہاؤس	---	30,00,000/-

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے ماہانہ بلوں میں صرف بجلی کے بل ہی شامل ہیں کیونکہ ان میں سوئی گیس کی سہولت موجود نہ ہے اور پانی قدرتی چشموں سے لایا جاتا ہے اس لئے پانی کا بل محکمہ کو ادا نہیں کرنا پڑتا۔البتہ ہر ریسٹ ہاؤس کے پچھلے دو سالوں کے ماہانہ اوسط بل بجلی مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	سال 2008-09 کل خرچہ	اوسط خرچہ	سال 2009-10 کل خرچہ	اوسط خرچہ
1	سامبلی ریسٹ ہاؤس	13253	1104	15555	1296
2	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	93550	7796	90616	7551
	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس انیکسی	25829	2152	22939	1912
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس	NMDA کے ماتحت رہا		159176	13265
4	بن ریسٹ ہاؤس	کنکشن کٹا رہا		5263	439

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی بکنگ سیکرٹری جنگلات کے حکم پر کی جاتی ہے، ریسٹ ہاؤسز کا فی کمرہ کرایہ حسب ذیل ہے:

i. Officers of Forest Department Rs.200/- per day per room
ii. Officers of other Provincial & Federal Departments Rs.400/- per day per room.
iii. All other persons Rs. 800/- per day per room.

سامبلی ریسٹ ہاؤس کی بکنگ پرائیویٹ سیاح حضرات کے لئے نہیں کی جاتی ہے، کیونکہ یہ ریسٹ ہاؤس SPD کی (installations) کی حدود میں واقع ہے اور اس ضمن میں SPD کے تحفظات ہیں اور اس لئے یہ ریسٹ ہاؤس صرف اور صرف محکمہ جنگلات کے آفیسران جو اس علاقہ میں دورہ کرتے ہیں ان کے لئے مختص ہے-باقی ریسٹ ہاؤس ہائے سے پچھلے تین سالوں میں جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	سال وار آمدن پچھلے تین سال			
		2007-08	2008-09	2009-10	کل میزان
1	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس / انیکسی	8000/-	24780/-	20000/-	52740/-
2	بن ریسٹ ہاؤس	- - -	5000/-	- - -	5000/-
3	پتریاٹہ ریسٹ ہاؤس		NMDA کے ماتحت رہا-	6000/-	6000/-

(ہ) پچھلے دو سالوں میں مری کے ریسٹ ہاؤسز میں جو حضرات ٹھہرے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

ضلع خانیوال، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7424: رانا بابر حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) یکم جنوری 2008 سے آج تک اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کن کن افراد کو کس کس مقصد کے لئے الاٹ کیا گیا، ان کے نام، ولدیت اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یہ رقبہ کس مجاز اتھارٹی نے الاٹ کیا، اس کا نام اور عہدہ بتائیں؟

(د) یہ رقبہ کس کس سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع کے بے زمین کاشتکاروں کو بقایا رقبہ جنگلات الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ 8417.21 ایکڑ ہے جو کہ پیرووال کے مقام پر ہے۔

(ب) یکم جنوری 2008 سے آج تک اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا 171 ایکڑ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت جنرل ہیڈکوارٹرز راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا۔

(ج) یہ رقبہ سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب، کالونیز، ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے جنرل ہیڈکوارٹر راولپنڈی کی ڈسپوزل پر دیا۔

(د) یہ رقبہ صرف آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت دیا گیا۔

(ہ) فارسٹ پالیسی کے مطابق رقبہ محکمہ جنگلات غیر شجرکاری مقاصد کے لئے الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔

ضلع لاہور۔جنگلات اوران سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7439: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کتنے جنگلات ہیں؟

(ب) سال 2007 تا 2010 کس کس جنگل سے کتنی لکڑی فروخت کی گئی، خریدکنندہ کے نام اور اگر ٹینڈر ہوا ہو تو اخبار کا نام، جس میں اشتہار شائع ہوا نیز کمیٹی کے ممبران کے نام بیان فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں درج ذیل جنگلات ہیں:۔

1-شاہدرہ ریزور فارسٹ رقبہ	1615 ایکڑ
2-جلو فارسٹ پارک رقبہ	456 ایکڑ
3-انہار کے کناروں پر	462 میل
4-سڑکات کے کناروں پر	114 میل
5-ریلوے لائن	50 میل

(ب) مندرجہ بالا جنگلات سے دوران سال 2007 تا 2010 درج ذیل سبز، خشک، گرے، پڑے درختوں کو اخبار میں اشتہار شائع کروانے کے بعد فروخت کیا گیا ہے۔

تفصیل درج ذیل ہے:۔

کل درختان / شیشم یونٹ / مکثر فٹ فروخت کردہ تعداد درختان

1-	شاہدرہ جنگل	236	4622.46مکسر فٹ
2-	جلو فارسٹ پارک	248	12627.72مکسر فٹ
3-	انہار کے کناروں پر	1986	38562.99 شیشم یونٹ
4-	سڑکات کے کناروں پر	1055	15632.72 شیشم یونٹ
5-	ریلوے لائن	41	1142.84 شیشم یونٹ
6-	فارسٹ کالونی	85	5960.54مکسر فٹ
	ٹوٹل	3651	78549.27

تفصیل درختان اور خریداران ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔نام اخبار جس میں اشتہار شائع ہوا نوائے وقت 07-11-2007

خبریں 24-11-2008

ایکسپریس 26-06-2009

ایکسپریس 28-09-2010

4۔ممبران کمیٹی 1- مہتمم جنگلات لاہور، شیخوپورہ، فارسٹ ڈوژن چیئر مین

2- مہتمم جنگلات، سیالکوٹ، فارسٹ ڈوژن ممبر

3- ناظم یونین نمبر 8جیا موسیٰ شاہدرہ ممبر

سال2010، پنجاب میں نئے جنگلات لگانے کی تفصیلات

*7453: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صوبے میں مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن علاقوں میں نئے جنگلات لگائے جائیں گے۔اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ میں مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب صوبہ میں مختلف سکیموں کے تحت مختلف علاقوں میں نئے جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل نئے جنگلات 11-2010

محکمہ جنگلات پنجاب

نمبر شمار	تفصیل علاقہ جات	شجرکاری ٹارگٹ
1	ضلع راولپنڈی (مری کے پہاڑی جنگلات)	6550ایکڑ
-2	ضلع مظفر گڑھ	2762ایکڑ
-3	ضلع لاہور، ضلع قصور، ضلع جھنگ، ضلع چکوال، ضلع جہلم، ضلع خوشاب، ضلع ساہیوال، ضلع ملتان، ضلع خانیوال، ضلع بہاولپور، ضلع بہاولنگر، ضلع مظفر گڑھ، ضلع راجن پور، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع میانوالی	5050ایکڑ
4	ضلع سرگودھا اور ضلع گجرات	2000ایونیو میل
-5	ضلع قصور، ضلع اوکاڑہ، ضلع لاہور / شیخوپورہ، ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات، ضلع سیالکوٹ، ضلع جھنگ، ضلع فیصل آباد	4000ایونیو میل
-6	ضلع بہاولپور، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع مظفر گڑھ، ضلع راجن پور، ضلع لیہ	4525ایکڑ
7	ضلع خانیوال، ضلع لودھراں، ضلع ساہیوال، ضلع بہاولپور، ضلع رحیم یار خان، ضلع لیہ، ضلع راجن پور	5000ایکڑ
8	ضلع قصور (چھانگامانگا)، ضلع جھنگ (شورکوٹ)، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (کمالیہ)، ضلع لیہ (ماچھو عنایت)، ضلع منڈی بہاؤالدین (ڈفر)، ضلع راولپنڈی (پنڈی اور مری کے پہاڑی جنگلات)	7120ایکڑ
9	ضلع قصور (چھانگامانگا)، ضلع چیچہ وطنی، ضلع منڈی بہاؤالدین (ڈفر)، ضلع بہاولپور (لال سوہانرا) اور ضلع میانوالی (کندیاں پلانٹیشن)	1010ایکڑ

ضلع فیصل آباد۔ شجرکاری کرنے کی تفصیلات

*7909: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات نے ضلع فیصل آباد میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنے رقبہ پر شجرکاری کی؟

(ب) اس شجرکاری پر سال وار کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران نہروں کے کناروں پر کتنے درخت کس کس جگہ لگائے گئے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنے درخت روڈز کے اطراف لگائے گئے؟

(ہ) ان درختوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے ضلع فیصل آباد میں سال 10-2009 میں 390 ایونیو میل رقبہ پر شجر کاری کی گئی ہے اور اس سال 11-2010 میں 100 ایونیو میل شجر کاری برالہ نہر پر کی جا رہی ہے۔

(ب) سال 10-2009 میں -/45,89,948 روپے خرچ ہوئے۔ اس سال 11-2010 میں شجر کاری پر 17 لاکھ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

(ج) سال 10-2009 میں بابلک ڈسٹری اور لوئر گوگیرہ برانچ پر 2,50,200 پودے لگائے گئے اور اس سال 11-2010 برالہ نہر پر 83300 پودے لگائے جا رہے ہیں۔

(د) سال 10-2009 اور 11-2010 میں روڈز کے اطراف کوئی شجر کاری نہ کی گئی۔

(ہ) نائب مہتمم جنگلات اور امین جنگلات کے علاوہ 2 بلاک افسران اور 6 فارسٹ گارڈز کام کر رہے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7910: رانا آصف محمود: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس ضلع میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی گرانٹ سال وار خرچ ہوئی؟

(د) اس ضلع سے ان سالوں کے دوران محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ کی کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد کہاں کہاں ہے؟

(و) حکومت اس ضلع میں کتنے رقبہ پر شجر کاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع جنگلات میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 15642 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تحصیل کل رقبہ

سیالکوٹ	11360ایکڑ
پسرور	3745ایکڑ
سمبڑیال	435ایکڑ
ڈسکہ	102ایکڑ
ٹوٹل	15642ایکڑ

(ب) ضلع سیالکوٹ میں حسب ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ڈویژنل فاریسٹ آفیسر	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر	رینج فاریسٹ آفیسر	اسسٹنٹ	سٹینوگرافر
01	01	02	01	01
فاریسٹر	فاریسٹ گارڈ	سینئر کلرک	جونیئر کلرک	نائب قاصد
11	42	02	10	07
ڈرائیور	چوکیدار	مالی	خاکروب	مجموعی تعداد
03	01	01	01	84

(ج) اس سال ضلع میں خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ	
	ترقیاتی	غیر ترقیاتی
2009-10	2464475	16689930
2010-11 (up to 31.01.2011)	572893	9956635

(د) اس ضلع میں محکمہ کو حسب ذیل آمدن ہوئی:

سال	آمدن
2009-10	73922047
2010-11 (up to 31-1-2011)	5961112

(ہ) ضلع سیالکوٹ میں بنجر اور غیر آباد رقبہ حسب ذیل ہے:

نام تحصیل	بنجر اور غیر آباد رقبہ
سیالکوٹ	2898
ڈسکہ	73
پسرور	245
سمبڑیال	115
ٹوٹل	3331

(و) سال 2010-11 میں 150 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کا پلان تیار کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ موسم بہار 2011 کی شجرکاری مہم کے دوران مختلف سرکاری، سماجی اور پرائیویٹ اداروں کے تعاون سے ضلع بھر میں مختلف مقامات پر 2.39 لاکھ پودے لگائے جائیں گے۔

ضلع لاہور میں پارکس اور چڑیا گھروں کی تفصیلات

*7954: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس اور Zoo کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کا رقبہ کتنا ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان کی دیکھ بھال پر حکومت نے سال09۔2008 اور10۔2009 میں کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(د) حکومت نے ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کر رکھی ہیں؟

(ہ) حکومت ان پارکس میں مزید کیا کیا سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں محکمہ کے پارکس / Zoo درج ذیل مقامات پر ہیں:-

1- جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر جلو لاہور

2- سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور

3- چڑیا گھر مال روڈ لاہور

(ب) تفصیل رقبہ جات:-

1- جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر 43ایکڑ

2- سفاری Zoo رائیونڈ روڈ 242ایکڑ

3- چڑیا گھر لاہور 25ایکڑ

(ج) حکومت نے ان کی دیکھ بھال پر درج ذیل رقم خرچ کی ہے۔

سال	جلو وائلڈ لائف پارک	سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور	چڑیا گھر لاہور
2008-09	10812500	13401000	36677000
2009-10	12450800	15730900	41487000

(د) حکومت نے ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کر رکھی ہیں:-

جلو وائلڈ لائف پارک جلو لاہور	سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور	چڑیا گھر لاہور
1-پکنک سپاٹ	1-سفاریز	1-ہاتھی سواری
2-گراسی لان	2-واک تھرو ایوری	2-اونٹ سواری
3-جھولے	3-کشتی رانی	3-گراسی لان
4-سلائیڈز	4-پکنک سپاٹ	4-جھولے
5-بنچ	5-گراسی لان	5-سلائیڈز
6-واٹر کولر	6-جھولے	6-بنچ
7-پلے گراونڈز	7-سلائیڈز	7-واٹر کولر
8-کنٹین	8-بنچ	8-پلے گراونڈز
9-واش روم	9-چھتریاں	9-کنٹین
10-کار پارکنگ وغیرہ	10-واٹر کولر	10-واش روم
	11-پلے گراونڈز	11-کار پارکنگ وغیرہ
	12-کنٹین	
	13-واش روم	
	14-کار پارکنگ وغیرہ	

(ہ) حکومت ان پارکس اور Zoo میں عوام کی تفریح کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

1-جلو وائلڈ لائف پارک	2-سفاری Zoo رائیونڈ روڈ لاہور	3-چڑیا گھر لاہور
- - - - -	I-تفریحی پارک اور فوڈ کورٹ	I-چڑیا گھر کی مصنوعی پہاڑی کو مزید بہتر بنانا
		II-واک تھرو ایوری
		III-بچوں کے جھولے

ضلع لاہور میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*7955: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ جنگلات، وائلڈ لائف اور فشریز کی کتنی اراضی کہاں کہاں ہیں؟

(ب) محکمہ نے اس اراضی پر سال 10-2009 اور 11-2010 میں کتنی رقم شجرکاری پر خرچ کی؟

(ج) اس وقت کون کون سے درخت اس اراضی پر ہیں؟

(د) محکمہ ہذا کی ان دو سالوں کی آمدن اور اخراجات بتائیں ؟

(ہ) محکمہ لاہور کی حدود میں مزید کہاں کہاں شجر کاری کا ارادہ رکھتا ہے ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ جنگلات کی درج ذیل اراضی موجود ہے:۔

1)	شاہدرہ ریزرو فارسٹ	1615ایکڑ
2)	اینو بھٹی فارسٹ	272ایکڑ
3)	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ
4)	سڑکات (روڈ سائیڈ)	114میل
5)	انہار (کینال سائیڈ)	462ایونیو میل

(ب)

1) سال 2009-10

نمبر شمار	نام سڑکات (روڈ سائیڈ)	رقبہ شجر کاری	اخراجات
1	لاہور واہگہ روڈ (گرین بیلٹ)	14کلو میٹر	3422652
2	لاہور قصور روڈ (گرین بیلٹ)	18کلو میٹر	1725513
3	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ	400000

2) سال 2010-11

نمبر شمار	نام سڑکات (روڈ سائیڈ)	رقبہ شجر کاری	اخراجات	کیفیت
1	لاہور واہگہ روڈ (گرین بیلٹ)	14کلو میٹر	6360391	Maintenance
2	لاہور قصور روڈ (گرین بیلٹ)	18کلو میٹر	7252180	---- " ----
3	جلو فارسٹ پارک	456ایکڑ	150000	---- " ----

(ج) اس وقت مندرجہ بالا اراضی پر شیشم، کیکر، سفیدہ، جامن، بوڑ، پیپل، پلکس، بوگن بیلا، کنیر، فائکس، انار، امرود، چائنہ، کچنار، سکھ چین، املتاس، سنمبل، نیم، بکائن، السٹونیا وغیرہ کے درخت موجود ہیں۔

(د) محکمہ جنگلات لاہور کی حدود میں دو سالوں 2009-10، 2010-11 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ	آمدن	
2009-10	5548165	12529440	
2010-11	13762571	17385346	(upto 4/11)

(ہ) محکمہ جنگلات لاہور کی حدود میں مندرجہ ذیل رقبہ جات پر شجرکاری کا ارادہ رکھتا ہے۔

نمبر شمار	نام رقبہ	رقبہ
1	کرول فارسٹ	200ایکڑ
2	جوگیاں فارسٹ	50ایکڑ
3	رائے ونڈ مائنر	30ایونیومیل
4	کاناوچر مائنر	25ایونیومیل
5	کوٹھا مائنر	20ایونیومیل
6	جی ٹی روڈ	14کلومیٹر

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! کچھ دن پہلے جو problem ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے یہ بول لینے دیں کہ اب ہم نے آگے کیا لینا ہے، یہ Call Attention Notices ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! although ایجوکیشن منسٹر صاحب بھی باقی منسٹر صاحبان کی طرح ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ ، ہمارے میٹرک اور اولیول کے سٹوڈنٹس کے ساتھ جو problem ہوا تھا اور اس وجہ سے بچوں کا جو نقصان ہوا تھا اس پر ایک جوڈیشل کمیشن بنایا گیا تھا۔ اس کمیشن کی کیا رپورٹ آئی ہے، کب آئی ہے اس بارے میں کسی کو نہیں پتا، اسمبلی in session ہے لیکن اتنی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے میں آپ کے توسط سے ایجوکیشن منسٹر اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اس سلسلے میں کمیشن کی جو بھی رپورٹ ہے وہ ایوان میں پیش کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پرسوں ایک suggestion دی تھی شاید آپ نے اسے ignore کر دیا ہے لیکن وہ ایک صحیح بات ہے کہ منسٹر صاحب کی سیٹوں کی پوششن change کرا دیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم میاں شجاع الرحمٰن کی request آئی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: وہ واپس تشریف لائیں تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ تشریف لائیں گے تب۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ایک اور درخواست کی تھی آپ سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ اس کے لئے بھی کوئی پرچی نکال لیں، سنا ہے کہ آپ آج اسمبلی کا موجودہ اجلاس adjourn کر رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے وزراء کی سیٹوں کی پوشش change کروادیں کیونکہ ان سیٹوں میں کوئی problem ہے یہ uncomfortable ہیں کیونکہ ہمارے منسٹر صاحبان ان پر comfortably بیٹھ نہیں سکتے۔ براہ کرم اگلا اجلاس آنے سے پہلے اس کی پوشش change کرادیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم issue کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ City 42 چینل جس پر کثرت سے لاہور کی خبریں دیکھی جاتی ہیں کل رات مجھے خبرنامے میں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ ڈینگی کے حوالے سے باغ جناح کے اندر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا اور اس تقریب میں محفل موسیقی کا اہتمام تھا۔ کیا اب پنجاب حکومت گانے سنا کر مچھروں کو بھگائے گی یا ڈینگی کے حوالے سے آگاہی محفل موسیقی کا اہتمام کر کے کیسے کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاید وہ ساز کی آواز سن کر بھاگ جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ تو لاہور والوں کے ساتھ اور ہماری صحت کے ساتھ بھی بڑا مذاق ہے۔ باغ جناح کے اندر جو پروگرام ہوا ہے یہ کسی اور مقصد کے لئے تھا لیکن ڈینگی کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ اس پر وضاحت کے ساتھ clarification آنی چاہئے کہ کل باغ جناح میں ڈینگی کی آگاہی کے لئے جو پروگرام ہوا ہے وہ محفل موسیقی تھی یا ڈینگی کے حوالے سے تھا؟

جناب سپیکر: جی، پتا کر لیں گے انہوں نے notice لے لیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مفاد عامہ کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جوہر ٹاؤن میں بلاک E-1 میں۔۔۔

جناب سپیکر: جوہر ٹاؤن میں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جوہر ٹاؤن میں بلاک E-1 جو کہ ٹی ایم اے اقبال ٹاؤن کا حصہ ہے وہاں پچھلے دو مہینے سے واسا کے پانی کی سپلائی نہیں آ رہی اور مجھے یہ pointاس لئے ایوان میں لانا پڑا کہ وہاں کے عوام واسا کے دفتروں کا چکر لگا لگا کر تھک گئے ہیں اب انہوں نے ultimately سہارا ڈھونڈا ہے کہ یہاں سے کوئی حکم جائے تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ابھی لکھ کر لائیں تو ہم اس کا notice لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، بہت شکریہ۔ میں ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب نہیں، محترمہ! ایسے کام نہیں چلے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ٹریفک کی وجہ سے بچے دو دو گھنٹے لیٹ ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سڑک بن رہی ہے۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بات کرنے کے لئے پوائنٹ آف آرڈر ہی ہوتا ہے اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر میں شور مچاؤں گی۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کیا کریں۔ اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہوگا تب۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا بیٹھئے میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کے لئے ٹائم دیا ہے لیکن کچھ پڑھنے کے لئے نہیں۔ اگر آپ کچھ پڑھیں گی تو پھر میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بات کریں لیکن relevant point of order ہو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر! کچھ دن قبل ہمارے اس مقدس forum سے کچھ بل پاس کرائے گئے تھے لیکن گورنر صاحب نے وہ تمام کے تمام بل واپس بھیج دیئے ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے جیسے گورنر نے ہر کلاز پر غلطی نکالی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب ٹائم آئے گا اس وقت آپ بحث کر لینا لیکن ایسے نہیں۔ This is no point of order. This is no point of order.

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں پورے پنجاب کے اہم مسئلے کی طرف آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ تو ہے ہی لیکن گھریلو صارفین کو جو گیس نہیں مل رہی وہ غریب چولہا جلانے سے بیٹھے ہیں، متعدد ایسے گھر ہیں جہاں پورا پورا دن گیس نہیں آتی۔۔۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں یہ فیڈرل سے متعلقہ ہے۔میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔No cross talk

محترمہ جوئس روفن جولیس

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی رخصت کی درخواست محترمہ جوئس روفن جولیس، ایم پی اے، این ایم۔370 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ میری طبیعت ناساز ہے جس کی وجہ سے میں مورخہ 28 تا 30۔دسمبر 2011 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتی۔براہ کرم مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسیم لودھی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ نسیم لودھی، ایم پی اے، ڈبلیو۔347 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ مورخہ 23۔دسمبر 2011 کو مجھے ڈائریا کی شکایت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں جمعۃ المبارک 23۔دسمبر 2011 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی لیاقت علی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست حاجی لیاقت علی، ایم پی اے، پی پی۔51 انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

" میں نجی مصروفیت اور ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اجلاس مورخہ 26 تا 30۔دسمبر 2011 اور 3۔جنوری 2012 تا اختتام اجلاس حاضر نہیں ہو سکتا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست رانا محمد افضل خان، ایم پی اے، پی پی۔66 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

Sir,

Due to an urgent piece of work at home I could not attend the Assembly Session on 30 December 2011. You are requested to kindly grant me one day leave.

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ،ایم پی اے،ڈبلیو۔333کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ مجھے اپنے علاقے میں ضروری کام ہے جس کی وجہ سے میں یکم جنوری2012تااختتام اجلاس شریک نہیں ہو سکتی۔براہ مہربانی مجھے بقیہ یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سکینہ شاہین خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ سکینہ شاہین خان،ایم پی اے،ڈبلیو۔321کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے۔

"میں اپنی بڑی بہن کی وفات کی وجہ سے دو یوم 14اور15۔دسمبر2011کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکی مہربانی کر کے دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شوکت منظور چیمہ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب شوکت منظور چیمہ،ایم پی اے،پی پی۔104کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Sir,

"It is submitted that I have met with a road accident few days back and have received fractures at legs and arm and is still under treatment. Therefore I cannot attend the current session started from 12th December 2011. Therefore leave may kindly be granted me leave."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد صفدر گل

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب محمد صفدر گل ایم پی اے،پی پی۔274کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ میں نجی کام کے سلسلے میں کراچی جا رہا ہوں جس وجہ سے مورخہ 9تا13۔جنوری2012تک موجودہ اسمبلی کے جاری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا لہذا چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں فدا حسین وٹو

سیکرٹری اسمبلی:آخری درخواست میاں فدا حسین وٹو،ایم پی اے،پی پی۔277بہاولنگر کی طرف سے ہے،انہوں نے تحریر کیا ہے:

"گزارش ہے کہ بوجہ ناسازی طبع بندہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس مورخہ 9 اور 10۔جنوری 2012 کو حاضر ہونے سے قاصر ہے۔ از راہ کرم متذکرہ دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1054 جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب کا ہے۔

تھانہ فیروزوالا شیخوپورہ، ڈکیتی مزاحمت پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے شہری کی ہلاکت و تین افراد شدید زخمی ہونے کی تفصیلات

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "اوصاف" کی خبر مورخہ 2012-01-06 کے مطابق تھانہ فیروز والا کی نواحی آبادی امامیہ کالونی میں رہائش پذیر مشکور حسین کو تین موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی مزاحمت پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جبکہ فائرنگ سے بازار میں تین راہ گیر بھی شدید زخمی ہو گئے؟

(ب) اس اندوہناک واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ ڈکیتی کی واردات نہ تھی بلکہ مدعی نے ایف آئی آر کے اندراج کے لئے جو درخواست دی ہے اس میں چھ ملزمان کو نامزد کیا، جن میں دو کے نام اور باقی چار نامعلوم افراد کا ہونا بیان کیا گیا ہے جس پر مقدمہ نمبر 19/12 مورخہ 2012-01-05 بجرم 302,324,109,148,149 ت پ تھانہ فیروز والا ضلع شیخوپورہ درج رجسٹر ہوا۔ تفتیش بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش بیان ازاں مدعی مقدمہ غیور حسین ولد اشرف حسین کے مطابق

ان کے ساتھ ڈکیتی کی واردات نہ ہوئی ہے بلکہ یہ قتل ذاتی رنجش کی بنیاد پر ہوا ہے۔ان ملزمان کے خلاف raids کئے گئے ہیں اور کچھ افراد کو شامل تفتیش بھی کیا گیا ہے۔امید ہے کہ ملزمان کی گرفتاری کا معاملہ انشاءاللہ تعالیٰ within a week workout ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1056 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ضلع قصور: سرائے مغل میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر شہری کے قتل کی تفصیلات

محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 05-01-2012 کے مطابق سرائے مغل قصور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر بھٹے پر کام کرنے والے منشی کو قتل کر دیا گیا؟

(ب) اس اندوہناک واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) اس واقعہ کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ متوفی کو ڈکیتی کی واردات میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر قتل کیا گیا۔

(ب) اس وقوعہ سے متعلق مقدمہ نمبر 9/12 مورخہ 03-01-2012 بجرم 407,395,397 ت پ تھانہ سرائے مغل قصور میں مقتول کے بھائی اشفاق احمد کی مدعیت میں درج ہوا، موقع سے شواہد حاصل کئے گئے اور کھرا بھی رواں کیا گیا۔دوران واردات چھینے گئے موبائل فونز کے آئی ایم ای نمبرز حاصل کر لئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں مقامی پولیس ڈی ایس پی پتوکی کی نگرانی میں تفتیش کر رہی ہے۔اس حوالے سے کچھ سراغ ملا ہے لیکن اس information کو فی الحال مخفی رکھا جا رہا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ یہ case بھی بہت جلد workout ہو جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت ان بچوں کے لئے مالی امداد، ان کی پڑھائی اور کفالت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں حکومت کو ابھی تک کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو متعلقہ rules کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے ہفتے کچھ تحاریک التوائے کار pending کی گئی تھیں ان میں میری بھی تحریک التوائے کار تھی تو میری یہ درخواست ہے کہ اس کو پہلے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی تو ہم تحاریک استحقاق کو take up کر رہے ہیں۔ جب وہ مرحلہ آئے گا تو پھر آپ یہ بات کیجئے گا۔ کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ وہ نہیں آئے تو اس کا کیا کیا جائے، کیا یہ dispose of کر دی جائے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 1، چودھری ندیم خادم حسین صاحب کی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا انہوں نے آپ سے کہا ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی information کسی طرف سے آتی ہے تو مہربانی کر کے بتا دیا کریں۔ چلیں، چودھری ندیم خادم حسین کی تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ سارے Bills واپس آ گئے ہیں اور گورنر صاحب نے ہر clause پر اعتراض لگایا ہے۔ یہ نالائق حکومت کی غلطیوں کا پلندا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کو پڑھ لیں اور جب وقت آئے گا تو پھر اس پر بحث کر لیجئے گا۔ ہم آپ کی بات سنیں گے، ابھی آپ تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1415 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے اس لئے اس کو آپ pending فرما دیں۔ اسی طرح اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1738 کو بھی pending فرما دیں۔ ان دونوں تحاریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 1415 اور 1738 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1774/11 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں جعلی نجومی، عامل اور پیر پولیس کی آشیر باد سے سادہ لوح عوام کو لوٹنے میں مصروف

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بروئے رپورٹ مہتمم پولیس ڈویژنل ہائے لاہور تحریر ہے کہ کسی بھی جعلی پیر یا عامل وغیرہ کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے تاہم کڑی نگرانی کی جا رہی ہے اگر کسی جعلی پیر یا عامل وغیرہ کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی لوگ اخبارات پڑھتے ہیں یا جن کی نظر سے حالات حاضرہ کی باتیں گزرتی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ابھی حال ہی میں بہت سارے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جن میں جعلی پیروں نے سوئیوں اور سلاخوں کے ساتھ لوگوں کو داغا ہے۔ اس کے بعد بھی پولیس کا یہ کہنا کہ ایسا کوئی مقدمہ درج نہیں ہے اور ایسی کبھی کوئی شکایت نہیں آئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تو ایک بہت بڑی غلط، اچنبے اور حقائق سے منافی بات ہے۔ بہت سارے reported cases موجود ہیں۔ اگر آپ اس تحریک کو pending فرما دیں تو میں

وہ reported cases لے آتی ہوں جو کہ جعلی پیروں اور عاملوں کے خلاف درج ہوئے ہیں پھر اس کے بعد آپ فیصلہ فرماد یجئے گا کہ یہاں ایوان میں جھوٹی statement دینے کا مطلب کیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کسی کے ساتھ کسی نے کوئی دھوکا کیا ہے اور اس نے درخواست دی ہے لیکن پولیس نے اس پر کارروائی نہیں کی تو محترمہ اسے میرے علم میں لائیں اس کا مقدمہ درج ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ سب کو اس میں voluntarily کام کرنا چاہئے ، اگر کسی کے پاس کوئی انفارمیشن ہے تو وہ complaint لے کر آئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں گے تو میں آپ کو بتاؤں گی ناں!

جناب سپیکر: آپ پڑھی لکھی ہیں پھر بھی آپ میری بات نہیں سمجھ رہی تو میں کیا کروں؟ Rule-86 مجھے اور آپ کو اس میں آگے جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ قاعدہ قانون کے مطابق چلیں گی تو میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم نے آپ کو عزت دی ہے ، اپنا ووٹ دے کر آپ کو وہاں پر بٹھایا ہے ، آپ براہ مہربانی ہمیں کچی جماعت کے طالب علموں کی طرح treat نہ کیا کریں۔ ہم بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں اور ہمیں بھی قانون کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سُنیں۔ یہ قاعدہ میرا بنایا ہوا ہے ؟ یہ قوانین میرے نہیں بلکہ آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ قانون پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور نہ کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ سے ایک بات کہی ہے کہ ہم سب کا یہ فرض ہے کہ جہاں کہیں ایسی بات ہو وہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں کہہ رہی ہوں کہ بہت سارے reported cases موجود ہیں ، ان کا صرف جواب پڑھ لیں۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہ ہوا ہے۔ مجھے یہ بتادیں کہ ان کے جواب کے مطابق کوئی واقعہ رونما نہ ہونا ، حقائق سے منافی بات نہیں ہے ؟ میں کون سی غلط بات کر رہی ہوں اور قواعد یہی کہتے ہیں کہ اگر ایسا issue ہے تو اُس پر debate کی جائے۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ اگر آپ نے یہاں پر ہمیں حقائق بیان کرنے کی اجازت نہیں دینی اور ہمارا گلا گھونٹنا ہے تو میں باہر چلی جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں، آپ میری بات کیوں نہیں سُن رہیں ہیں؟ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ Rule-86 پڑھ لیں۔ (قطع کلامیاں)

میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ایسے نہ کریں۔ محترمہ! میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں؟ میں آپ کی بات پر افسوس ہی کر سکتا ہوں، آپ کی بڑی مہربانی ہے آپ اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری واک آؤٹ کر کے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ نے Rule-86 کا حوالہ دیا ہے تو آپ explain کریں کہ اس ایوان سے کس طرح sense لینی ہے؟

جناب سپیکر: یہ Rule آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بالکل آپ کا اختیار ہے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ کے اس اختیار کو بالکل چیلنج نہیں کرے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا حکم ہی سب کچھ ہے لیکن آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ ان پیروں کی وجہ سے کتنی زندگیاں خراب ہوتی ہیں۔ آپ کے پاس اختیار ہے، آپ ایک کمیٹی بنا دیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بے شمار unreported cases ہیں اور ان کے خلاف کوئی شخص تھانے میں آنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ لوگ اتنا ظلم کرتے ہیں کہ زیادہ تر families شرم کی وجہ سے نہیں بتاتیں۔ آپ صرف تھانہ اچھرہ لاہور کا ریکارڈ دیکھ لیں، آپ آج کا اخبار دیکھ لیں، کل کا اخبار دیکھ لیں کہ اخباروں میں پیروں اور عاملوں کے کتنے اشتہار آ رہے ہیں۔ آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مجھے ان کے بارے میں کوئی پتا نہیں ہے کیونکہ میں ایسے عاملوں کے پاس نہیں جاتا۔ ہم اس پر کمیٹی بنا دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر ایوان سے واک آؤٹ کر گئی ہیں تو کسی کو بھیج کر انہیں واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ جائیں اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو منا کر معزز ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) اور محترمہ حمیرا اویس شاہد، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو معزز ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو ایوان میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ بھی شاید یہی باتیں کرنا چاہ رہی تھیں جو باتیں شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی، آدھ گھنٹے کے لئے وقفہ برائے نماز مغرب کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بسراء صاحب محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کو لینے کے لئے گئے تھے ان کا کوئی پتا چلا ہے؟ سوہنا صاحب! آپ بسراء صاحب کو لے آئیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اپنی بات کر کے میں بھی عظمیٰ زاہد بخاری کے ساتھ بائیکاٹ کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کو لے کر آئیں گے۔ اگر آپ بائیکاٹ کریں گے تو پھر میں آپ کے پیچھے دو ممبران بھیج دوں گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اگر آپ مہربانی کریں تو میں ان کو اس وعدے سے لے آتا ہوں کہ آپ ان کی بات سن لیں گے۔

جناب سپیکر: میں اور کیا کروں گا؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ ظرف کی بات کریں۔

جناب سپیکر: وہ بات تو ختم ہو گئی اور ٹائم بھی چلا گیا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ کا ظرف آپ سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اُن کی بات سنیں، آپ کا منصب آپ سے تقاضا کرتا ہے کہ اُن کی بات سنیں۔

جناب سپیکر: ان کو آنے تو دیں، پہلے commitment تو نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ کو میں نے ایک اہم ذمہ داری سونپی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ویسے وہ ایوان میں تشریف لے آئی تھیں، میں ان کو باہر لابی میں دیکھتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ جو جعلی پیروں کا جھگڑا چل رہا ہے۔ محترمہ عظمیٰ بخاری بھی ناراض ہوئیں اور اس پر شیخ علاؤالدین نے بھی بات کی تھی۔ اس پر میں میر تقی میر کا ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

مگس کو باغ میں جانے نہ دیجئو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ تجویز دی تھی کہ اخبارات میں جعلی پیروں کے اشتہارات چھپتے ہیں۔ اگر یہ ایوان اخبارات میں جعلی پیروں کے اشتہارات لگنے سے رکوادے تو بہت سارے لوگ بچ جائیں گے اور وہ جعلی پیروں کے شکنجے میں نہیں آئیں گے۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: اوپر والے ہمارے ساتھی جو لابی میں بیٹھے ہیں وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آپ نے یہاں ایوان میں وعدہ کیا تھا اور لاء منسٹر نے بھی کہا تھا کہ ایم پی ایز کو جو ایک لاکھ ملین پیکج ملا ہے۔ to best of my effort میری تمام سکیمیں DCO کے پاس ہیں، اس نے DDC کر دیا ہے لیکن وہ administrative approval نہیں دے رہا ہے۔ آپ سے بڑا سیاسی آدمی کون ہوگا؟ جب آپ حلقے میں سکیمیں announce کر دیتے ہیں اور فنڈز نہ ملیں تو یہ چیز ہمارے لئے کتنی embarrassment کا سبب ہوتی ہے۔ مجھے اندر کی بات کا پتا چلا ہے---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ جعلی پیر والے issue پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 2009 میں میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی جو جعلی پیروں کے بارے میں تھی۔ وہ ایوان میں پیش ہوئی اور اس کا جواب بھی آیا لیکن اس کے بعد اس پر عمل نہیں ہوا۔ ابھی اخبارات کا ذکر ہو رہا تھا آپ یقین کریں کہ ٹی وی چینلز میں پرائم ٹائم پر بھی ان کے اشتہارات آ رہے ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے یہ لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں، اتنی attraction پیدا کرتے ہیں کہ جس نے نہ بھی جانا ہو وہ بھی چلا جاتا ہے۔ ان کی publicity پر پابندی ہونی چاہئے اور ان کے خلاف ضرور کارروائی ہونی چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے پنجاب حکومت کی مالی حالت کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے آئندہ چند ماہ بعد گندم کا سیزن آ رہا ہے یہاں حالات بہت خراب ہیں کیونکہ تنخواہیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس تحریک کو take up کر لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں کہ میں صرف اپوزیشن کے حوالے سے بات کر رہا ہوں بلکہ آئندہ کاشتکاروں کو باردانہ اور دوسری صورتحال کے حوالے سے پریشانی آنی والی ہے تو لہذا ہماری اس تحریک التوائے کار کو take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میری بات سنیں، آپ تھوڑی سی ذرا زحمت کریں، ادھر ذرا سیکرٹری صاحب کے پاس آ جائیں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! ذرا ان کو بتائیں۔ جی، سوہنا صاحب! آپ کے ذمہ کوئی کام لگایا گیا تھا؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! عظمیٰ بخاری صاحبہ اسمبلی سے جا چکی ہیں، اسمبلی میں موجود نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! عظمیٰ بخاری صاحبہ واپس ایوان میں آ گئی تھیں لیکن وقفہ نماز کے دوران وہ واپس چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! اجلاس کے بعد میرے ساتھ آپ نے ان کی بات کروانی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر غور سے سنیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آپ نے On the floor of the House وعدہ کیا تھا کہ 8 ملین روپے کے فنڈز ملیں گے۔ میں رانا صاحب کے دفتر میں بھی گیا تھا لیکن یہ کسی انکوائری کے سلسلے میں مصروف تھے۔ So I Left the chit with him. He promise, that he will talk to DCO Rawalpindi لیکن best efforts کے باوجود بھی کچھ نہیں ہوا۔ آپ کو پتا ہے کہ جب سکیمیں حلقے میں announce ہو جاتی ہیں تو لوگوں کو پتا ہوتا ہے اور ہماری credibility کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ So, I don't think کہ کیا رانا صاحب ہمیشہ حکومت میں رہیں گے؟ ہمارے ساتھ ایسے نہ کریں کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی عزت اور ہماری عزت برابر ہے۔ آپ ہماری عزت کا خیال کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی بھی عزت کا خیال کرے گا۔ یہ 8 ملین روپے کی بات نہیں ہے--- but what are they doing مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! راولپنڈی کے "ڈی سی او" صاحب ان کی سکیموں کی administrative approval نہیں دے رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر sort-out ہوا تھا اور آپ نے خود آگے بات کی تھی۔ اس میں کسی ڈسٹرکٹ میں کسی جگہ پر یہ ہو سکتا ہے کہ local level پر جو آدمی ذمہ دار ہے اس کا کوئی problem ہو---

جناب سپیکر: جی، House adjourn ہونے بعد آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیں گے، میں پتا کر کے پھر آپ کو اس بارے میں مکمل بتاؤں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ ساری سکیمیں مکمل ہیں DDC ہوئی ہے اور اس میں administrative approval نہیں دے رہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2007،2008،2009 اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، آپ میرے چیمبر میں بیٹھیں گے تو پھر ان سے بات کریں گے۔ آج کے ایجنڈے پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے 2007،2008،2009 اور 2010 پر بحث کا آغاز باقاعدہ متعلقہ وزیر سے ہوگا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

> I move for general discussion on the reports of Punjab Public Service Commission for the year 2007, 2008, 2009 and 2010.

جناب سپیکر: جی، اس میں گورنمنٹ کوئی اور statement دینا چاہتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں رپورٹ بڑی مفصل ہے اور اس میں year wise پبلک سروس کمیشن کی کارکردگی کے بارے میں ہر چیز بڑی صراحت سے بیان کی گئی ہے۔ شاید اگر میں اس کا احاطہ کرنے لگوں گا تو اس میں کافی ٹائم صرف ہوگا زیادہ بہتر یہی ہے کہ جن صاحبان نے ان reports پر تیاری کی ہے وہ اپنی بہتر suggestions دیں تاکہ اس ادارے کی کارکردگی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے بھی یہ ان چند اداروں میں سے ایک ادارہ ہے جس کا اعتماد عوام کے اندر موجود ہے یعنی جو appointments through Punjab Public Service Commission ہوتی ہیں اس پر لوگوں کا believe ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ یہاں سے ہونے والی appointments کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا ہو یا کسی قسم کی کوئی feelings ہوں بلکہ لوگوں کو یہ پتا ہے کہ وہاں پر یہ عمل اس انداز سے ہوتا ہے کہ وہاں پر کوئی کسی قسم کا یا سیاسی پریشر نہیں مانا جاتا اس لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بڑی اچھی reputation ہے۔ میں ایک point معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity کافی کم ہے یعنی requirements کو پورا کرنے کی capacity کم ہے اس لئے بہت بہتر ہوگا کہ اگر آج ہونے والی بحث میں یہ پہلو بھی پیش نظر رکھا

جائے۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity کو بڑھایا جائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا۔ آج جس محکمہ سے متعلق reports زیر بحث ہیں ان کی افادیت اور اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو حکومت پنجاب کی good governance کے لئے ایک اچھے افسروں کی ٹیم بنانے کے لئے بہت ہی مددگار اور معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے اندر سینئر افسران، تجربہ کار جو بطور ممبران یا مختلف عہدوں پر کام کرتے ہیں ان کو دیکھ کر اس کی اہمیت کا اور بھی احساس بڑھ جاتا ہے۔ میری دانست میں جتنی توجہ اس محکمے پر دی جانی چاہئے تھی وہ نہیں دی گئی، میں اس میں چند observations دوں گا۔ I have gone through the reports of 2007, 2008, 2009 and 2010 اور آپ کی وساطت سے کچھ recommendations بھی دینا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا کہ یہ بہت ہی اہم ادارہ ہے، اس کی کارکردگی بھی بہت اچھی ہے اور اس پر کوئی debate نہیں ہو سکتی۔ بلا شک وشبہ یہ بات درست ہے لیکن اتنا اہم ادارہ ایک ایسی بلڈنگ کے اندر موجود ہے جو 1937 میں بنی تھی اور پچھلے چھ سال سے یہ officially declared dangerous ہے۔ اب اس خطرناک بلڈنگ کے اندر جو پاکستانی اور پنجاب کے شہری اس میں کام کر رہے ہیں ان کی جانیں بھی ہمیں عزیز ہیں۔ چھ سال ہو گئے ہیں اس کے لئے انہیں جوہر ٹاؤن میں متبادل دفتر کے لئے جگہ بھی الاٹ ہو گئی ہے لیکن ابھی تک کوئی کارروائی معرض وجود میں نہیں آئی۔ کیا میں یہ سوال کر سکتا ہوں کہ کیا ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جس دن ہم یہ افسوس کریں اور ہاتھ ملتے رہ جائیں کہ کاش ہم نے یہ کیا ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! یہ نوٹ کریں اس کا جواب بھی آپ کو دینا ہو گا۔ 1937 سے یہ بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور وہ officially declared dangerous ہے جبکہ ان کے پاس جوہر ٹاؤن میں متبادل جگہ بھی موجود ہے۔ اب وہ اس سے آگے بات بڑھا رہے ہیں کہ خدانخواستہ اگر اس بلڈنگ میں کچھ ہو گیا تو اس سے بہت نقصان ہو گا اس کے لئے آپ کیا انتظامات کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! دوسری میری اس میں observation یہ ہے کہ بنیادی طور پر جب یہ محکمہ معرض وجود میں آیا تو سکیل 17 سے سکیل 20 تک selection ان کی

ذمہ داری تھی ۔ اس وقت گریڈ 17 سے 20 تک کے افسروں کی تعداد پنجاب میں دس گنا زیادہ ہو چکی ہے۔ اس کے بعد پچھلی regime میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو گریڈ 9 سے 16 تک کے مختلف محکموں کے ملازمین کی recruitment کے فرائض بھی ان کے سپرد کر دیئے گئے۔ انصاف اور good governance کا تقاضا یہ تھا کہ جب ان کو responsibilities دی گئیں تو اس کے ساتھ ہی ان کو resources بھی مہیا کئے جاتے۔ میری اطلاع کے مطابق اس کے بعد ان کی SNE نہیں بڑھی اور آج تک اسی عملے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ نتیجتاً میرے اندازے کے مطابق The staff is overworked اور جب سٹاف overworked ہو گا تو پھر اس کا جو نتیجہ ہے یا ان کی جو محنت ہے اس کا اندازہ بھی آپ خود لگا سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ کے طور پر میں آپ کو 2010 کی رپورٹ دکھانا چاہتا ہوں۔ اگر اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 8 پر دیکھا جائے تو پنجاب کے اندر unfilled vacancies رہی ہیں وہ یہ نہیں کہ ان کی وجہ سے رہی ہیں بلکہ unfilled vacancies کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں لیکن اس میں ایک وجہ ان کا overworked ہونا بھی ہے اور دوسری وجوہات جو ان کے ساتھ ہی منسلک ہیں وہ ہمارے محکموں کی negligence ہیں۔ ہمارے مختلف محکمہ جات کی جو working ہے میں عرض کرتا ہوں کہ سال کے شروع میں بھیجتے ہیں کہ ہمارے پاس دس اسامیاں خالی ہیں پھر تین مہینے کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ ہماری پندرہ اسامیاں خالی ہیں پھر چھ مہینے کے بعد کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بیس اسامیاں خالی ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ haphazard working ہے اور department کا home work پورا نہیں ہوتا۔ صفحہ نمبر 8 پر اس کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ نمبر کون سا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! صفحہ نمبر 8 پر پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ 2010 کو refer کر رہا ہوں۔ یہاں پر دیا گیا ہے کہ unfilled vacancies. 1503 vacancies remained vacant unfilled in year 2010. اندازہ لگائیں کہ جب اتنی vacancies unfilled رہ جائیں گی تو پھر کہاں سے performance آئے گی اور کیسے کام چلے گا؟ اس طرح تو سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے سائل دروازوں پر دھکے کھاتے پھریں گے۔ محکموں کی آج تک جواب دہی نہیں ہوئی کہ انہوں نے اپنے کام کو streamline کیوں نہیں کیا اور اتنی اسامیاں کس طرح unfilled رہ گئیں؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے یہ ایک اچھی روایت ہے کہ رپورٹ پیش کی جاتی ہے جس کے اندر مختلف یونیورسٹیوں کا موازنہ اس کے علاوہ مختلف اضلاع کا موازنہ کیا جاتا ہے تاکہ ان کے

معیار کو پرکھا جا سکے۔آیئے یونیورسٹیوں کا تقابلی جائزہ لیں۔آپس میں ان کی performance کیا ہے پنجاب یونیورسٹی ہمیشہ آگے کیوں نکل جاتی ہے اور یونیورسٹی آف بہاولپور کیوں پیچھے رہ جاتی ہے؟یہ صرف اس سال کی رپورٹ میں ہی نہیں ہے 2007 کی رپورٹ آپ دیکھ لیں،2008 کی دیکھ لیں، 2009 کی دیکھ لیں اور 2010 کی رپورٹ بھی دیکھ لیں۔Repeatedly Punjab Public Service Commission اس چیز کو point out کر رہا ہے لیکن حکومتی اداروں نے،حکومتی بنچوں نے اور حکومتی کرسیوں نے اس چیز کا آج تک کوئی نوٹس نہیں لیا۔میری suggestion یہ ہے کہ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس کو Chair پنجاب پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین کرے اور ہر سال ان کو بلا کر پوچھے کہ اس رپورٹ کے مطابق انہوں نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں، کیا remedial measures لئے ہیں تاکہ وہ رپورٹ پھر ہر سال چیف ایگزیکٹو کو جا سکے کہ کون سی یونیورسٹی کیوں اس معیار پر پورا نہیں اتر رہی۔پبلک سروس کمیشن کی چاروں رپورٹوں میں بڑے تواتر سے یہ کہا گیا ہے کہ education standard deteriorate ہو رہا ہے،مختلف points دیئے گئے ہیں لیکن میرا نہیں خیال کہ آج تک محکمہ تعلیم کے کان پر جوں بھی رینگی ہو کہ ہم نے اس کے متعلق کوئی remedial measures لینے ہیں۔پھر ان رپورٹوں پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کا کیا فائدہ، عوام کے ٹیکسوں سے لاکھوں روپے خرچ کرنے کا کیا فائدہ؟سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم تو ان رپورٹوں کو یہاں پر discuss کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھے محکموں کی بات تو بعد کی ہے اسی لئے میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ جو بھی رپورٹ ایوان میں آئے کوئی اس کی motion move کرے یا نہ کرے اس کو discuss کرنے کے لئے اسی وقت آرڈر ہو جانے چاہئیں تاکہ محکمے اس سے alert ہوں اور undertake remedial measures کریں۔

جناب والا!یونیورسٹیوں کی بات ہو رہی تھی تو صفحہ نمبر 11 کے اوپر آپ ان کا تقابلی جائزہ دیکھیں 2009 میں پنجاب یونیورسٹی کے 50 فیصد،2010 کے اندر 64 فیصد جبکہ یونیورسٹی آف بہاولپور 2.13 فیصد ہے !What a difference وہ یونیورسٹی کر کیا رہی ہے اور اس کا وائس چانسلر اس ratio کے ساتھ exist کیسے کر رہا ہے؟میری تو یہ سمجھ میں نہیں آیا اور آج تک اس سے کسی نے پوچھا تک نہیں ہے کہ بھائی اس یونیورسٹی کو بنے ہوئے اتنی دیر ہو گئی ہے کم از کم اس کے نزدیک تو آ جاؤ۔اس کے بعد falling standard of teaching کے متعلق عرض کروں گا۔اس کے متعلق انہوں نے ہر سیٹ کا علیحدہ analysis کیا ہے تو اس میں بتایا ہے کہ ہمارے کالجوں کی کتنی پتلی حالت ہے اور

اسی طرح یونیورسٹی کی حالت کتنی پتلی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ جو standard lay کرتے ہیں اس کے متعلق امیدوار پورے نہیں اتر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی unfilled vacancies اتنی بڑی تعداد میں پڑی رہتی ہیں کیونکہ لوگ معیار پر پورا نہیں اترتے۔ اس کے بعد انہی رپورٹوں کے اندر یونیورسٹیوں کے لئے کچھ recommendations بھی موجود ہیں، منسٹری آف ایجوکیشن کے لئے recommendations ہیں wish اکہ آج یہاں وزیر تعلیم صاحب موجود ہوتے کیونکہ ان کے اوپر زیادہ بوجھ آتا ہے کہ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اندر کیا standard produce ہو رہا ہے؟ ہمارا یہ محکمہ ہمیں شیشہ دکھا رہا ہے کہ دیکھیں یہ آپ کا standard ہے اور ہم اس کو دیکھنے سے بھی انکاری ہیں۔ ہم انکاری ہیں ترقی کی طرف جانے کو، ہم انکاری ہیں ان weaknesses کو remove کرنے کے لئے۔ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ ایک ادارہ ہماری مدد کر رہا ہے ایک ادارہ ہمارے لئے analysis پیش کر رہا ہے اور ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ سیکرٹری ایجوکیشن کو بلائیے اگر انہوں نے رپورٹ پڑھنا بھی گوارا کی ہو کہ ہم اسے پڑھ ہی لیں کہ اس کے اندر ہمارے متعلق کیا لکھا ہوا ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ 2009 میں 21684 درخواستیں آتی ہیں جن میں سے 6399 لوگ انٹرویو کے لئے qualify کرتے ہیں اور 2010 میں 20253 درخواستیں آتی ہیں اور ان میں سے 4500 آدمی انٹرویو کے لئے qualify کرتے ہیں look at the standard, look at the ratio of the success and the failure کیا ہم چاہیں گے کہ success and failure کی یہ ratio کم سے کم ہو تاکہ پتا چلے کہ ہم واقعی کوئی material produce کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ district wise آ جائیں ہمارے 36 اضلاع ہیں لیکن ہم آج تک ان 36 اضلاع کو برابر اوپر نہیں لا سکے۔ کیا وجہ ہے، اس کے لئے کوئی effort ہوئی؟ میں پھر صفحہ سات سے 2010 کی report refer کروں گا کہ لاہور 15 فیصد، ننکانہ صاحب، نارووال اور پاکپتن ایک فیصد تو لاہور کی سڑکیں ہر دفعہ کارپٹ کیوں نہیں ہوں گی کیونکہ maximum افسروں نے ہی وہاں سے آنا ہے، پاکپتن میں لوگوں کو privilege and facility کیوں provide نہیں کی گئی، نارووال اور ننکانہ صاحب میں یہ facility کیوں provide نہیں کی گئی کہ وہاں کے لوگ بھی ان کے برابر آ سکیں۔ ہم نے کیا remedial measures لئے، ہم نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اپنی غلطیوں کی کہاں پر نشاندہی کی کہ ان اضلاع میں اتنا فرق کیوں ہے؟ کیا حکومت پنجاب اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کرنا چاہے گی کہ ضلع وار کوٹا کر لیں تاکہ جہاں پر سہولتیں مہیا نہیں ہیں، جہاں پر اچھے institutions نہیں ہیں وہ وقتی طور

پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ پاکستان بننے کے بعد یہ چیز دہرائی گئی تھی اور سندھ میں interior سندھ اور کراچی کو کوٹا دیا گیا تھا تاکہ وہ برابر level پر آ جائیں۔ ٹھیک ہے اس کے merits and demerits ہوں گے but my request and suggestion is کہ حکومت پنجاب اس پر غور کرے اور اگر ہمارے لئے یہ بہتر ہے تو ہم میرٹ کو district wise لے آئیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء منسٹر صاحب نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ اس ادارے کی اہمیت اور افادیت بہت زیادہ ہے لیکن یہ ہر چیز کے لئے محتاج ہے، چھوٹے چھوٹے ادارے جن کی اس کے مقابلے میں کوئی اتنی value نہیں ہے وہاں پر آپ نے financial and administrative autonomy دے رکھی ہے کیا حکومت پنجاب چاہے گی کہ اتنی اہمیت اور افادیت والے ادارے کو financial autonomy and administrative autonomy دیں تاکہ ان کی کارکردگی اور performance بہتر ہو سکے کیونکہ یہ ان کے standard کو بہتر کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ان کو autonomy دی جائے۔ دوسرا بڑا point جو کہ چاروں رپورٹوں میں پبلک سروس کمیشن نے recommend کیا ہے کہ محکموں کے service rules جن میں particularity selection criteria for the new officers or promotion criteria for the new officers revise ہونے کی ضرورت ہے لیکن وہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ یہ زیادتی ہے کہ جس سیکرٹری نے آدمی بھرتی کرنے ہیں آپ اسی کو criteria establish کرنے کے لئے task دے رہے ہیں، آپ اسی کو پروموشن کا criteria establish کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ ہوتا کیا ہے کہ جو سیکشن افسر وہ criteria بناتا ہے اس کی نظر میں یہ ہوتا ہے کہ پروموشن کے بعد میں کہاں پر fit ہوں گا، میری پروموشن کیسے ہو گی اس لئے وہ promotion criteria ویسے ہی بناتا ہے، وہ selection criteria ویسے ہی بناتا ہے کہ میرا بیٹا کہاں پر fit ہو گا۔ حالانکہ یہ کام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے سپرد ہونا چاہئے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنی ہر پوسٹ کی جس پر recruitment پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کرنی ہے اس کی job description ڈیپارٹمنٹ دے کہ اس پوسٹ کا یہ کام ہے پھر criteria for selection, entail selection and for promotion پبلک سروس کمیشن کے through ہونا چاہئے۔ میں Commission between Federal Public Service and Punjab Public Service Commission تھوڑا سا تقابلی جائزہ لوں گا کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن فیڈرل کے گریڈ سترہ سے بیس کی recruitment کرتی ہے اور ان کی پروموشن کے لئے

بھی فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا چیئر مین ہی Chair کرتا ہے ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری اسے Chair نہیں کرتا اور اس سے بہتر نتائج آئے ہیں۔اس سے ایک تو ڈیپارٹمنٹ کا load کم ہو گا دوسرا وہاں پر overall ایک criteria develop ہو گا جس کے تناظر میں سب لوگوں کو یکجا پرکھا جائے گا لیکن جب ڈیپارٹمنٹ میں پروموشن آتی ہے تو اس میں وہ چیز موجود نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر!اخباروں میں جو اشتہار آتے ہیں جو 1990 میں اشتہار تھا ڈیپارٹمنٹ اس کی کاپی نکالتی ہے اور وہ دے دیتی ہے کہ ہمیں یہ آدمی چاہئیں اور یہ qualification چاہئے جبکہ وہ qualification redundant ہو چکی ہے اس کی جگہ یونیورسٹیوں میں نئے discipline آچکے ہیں، نئی faculties آچکی ہیں لیکن ان کا کہیں ذکر نہیں ہوتا تو وہ لوگ جنہوں نے نئے initiatives لئے ہوتے ہیں، انہوں نے نئی faculty لی ہوتی ہے اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ان کے لئے جگہ نہیں ہوتی حالانکہ وہ آج کے وقت میں زیادہ مناسب ہیں اس لئے ضروری ہے اور حکومت پنجاب سے میری recommendation ہے کہ یہ departments سے لے کر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے سپرد کی جائے۔ ہمیں بڑا اچھا لگ رہا ہے کہ ان کی performance ٹھیک ہے چونکہ اس کے ساتھ کوئی comparison نہیں ہوتا لیکن میری ایک تجویز ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی performance کی third party evaluation ہونی چاہئے تاکہ یہ بھی اپنی model lines پر آسکیں اور کوئی ان کو بتا سکے کہ آپ کے اندر یہ یہ کمزوریاں ہیں کیونکہ یہ بہت پرانا دفتر ہے اور اس کے اندر کوئی initiatives نہیں آئے لہذا کسی نہ کسی Consultant کو، کسی فرم کو hire کر کے ان کی third party evaluation کر کے recommendations لی جائیں کہ موجودہ وقت کے تقاضے کے مطابق انہوں نے اپنے کام اور structure کے اندر کیا بہتری کرنی ہے۔

جناب سپیکر!میں نے اس رپورٹ کے اندر ایک بڑا افسوسناک پہلو دیکھا کہ elite institutions میں جو بچے پڑھتے ہیں ان پر لاکھوں روپے خرچ آتا ہے چاہئے وہ ماں باپ کی جیب سے جاتا ہے چاہئے وہ سوسائٹی کی طرف سے جاتا ہے اس کا پنجاب اور ملک کی معیشت پر بُرا اثر پڑتا ہے لیکن پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو لوگ apply کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کی percentage بہت کم ہوتی ہے۔کیا ہم نے کبھی ان وجوہات پر غور کرنے کی کوشش کی حالانکہ میرے خیال میں وہاں کے جو لوگ qualified ہیں ان کو maximum اس طرف آنا چاہئے لیکن ان کی نمائندگی فیڈرل سروس کمیشن میں اتنی زیادہ ہے اور نہ ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ہے۔آخر وہ

بچے اتنا پڑھ کر، قوم کا اتنا پیسا خرچ کر کے جاتے کہاں ہیں، کیا وہ سب باہر کے ملکوں میں چلے جاتے ہیں؟ ہم ایسے measures کیوں نہیں لیتے کہ وہ اس ملک کے پیسے پر پڑھے ہیں، پلے ہیں تو وہ اسی ملک کی خدمت کریں؟ جب تک ہم انہیں یہ موقع مہیا نہیں کریں گے تو ہماری قوم اور ملک کا یہ brain drain ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے چار سال کی رپورٹیں بحث کے لئے رکھی ہیں حالانکہ ہر سال یہ رپورٹ آنی چاہئے تھی اس لئے آپ بھی وقت کے لئے تھوڑی سی generosity دکھائیں۔

جناب سپیکر: اور دوست بھی ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ضرور بات کریں لیکن اس کو جتنا وقت دیں کم ہے چونکہ ایک وقت میں چار رپورٹیں آ رہی ہیں اس لئے تھوڑا سا مسئلہ درپیش آ رہا ہے۔ اب میں capacity building کے حوالے سے عرض کروں گا اور رانا ثناء اللہ صاحب نے خود بھی بات کی ہے، I am happy that he has taken notice of it. لیکن یہ نہ ہو کہ یہاں اس ایوان کی باتیں اس چار دیواری میں رہ جائیں اور وعدے بھی یہاں پر رہ جائیں۔ اگر آپ اس debate کے آخر میں ان منسٹر صاحبان کو time period دے دیں کہ اس دوران انہوں نے اپنی recommendations and suggestions کی اطلاع اس ایوان کو دینی ہو کیونکہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ جس طریقے سے ہم چیزوں کو لیتے ہیں تو ان چیزوں کے بارے میں یہاں debate ہوتی ہے، بات چیت ہوتی ہے اور وہ یہیں پر رہ جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں چند چیزیں بتا دوں۔ ایک تو building کا مسئلہ بہت اہم ہے capacity building کے لئے ان کی S.N.E revise ہونی چاہئے اور وہ جتنی جلدی revise ہو جائے بہتر ہے۔ جب میں نے یہ تحریک پیش کی تو اس کے بعد میں پہلی دفعہ اس عمارت کے اندر گیا تاکہ دیکھ کر آؤں کہ اس کی حالت کیا ہے؟ وہ چھ سال پرانی dangerous declared building ہے۔ وہاں پر working conditions بہت بُری ہیں۔ آپ ان کو جتنا مرضی بہتر service conditions دے دیں، ان کی تنخواہ بڑھاتے رہیں لیکن جب تک اس کی working condition بہتر نہیں ہو گی اس وقت تک بہتری نہیں آئے گی۔ وہاں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں، pollution بہت زیادہ ہے، ہر طرف سے مٹی گر رہی ہے اور congestion ہے تو پھر ان حالات میں وہ لوگ کیسے کام کر سکیں گے اور کس طرح سے result produce کر سکیں گے؟ میں انہی گزارشات

کے ساتھ توقع کرتا ہوں کہ محکمہ تعلیم اور باقی concerned محکمے اس پر پوری توجہ دیں گے اور آئندہ تمام محکموں کی reports بلا تاخیر یہاں پر under discussion آنی چاہئیں۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک تو میں نے rules کے مطابق آپ سے privileges کی بات کی تھی کہ ہمیں Toll Tax سے exemption دی جائے لیکن وہ آج تک نہیں ہو سکی۔ میرا دوسرا point یہ ہے کہ پچھلے چھ، سات، آٹھ سالوں سے اسمبلی کی نئی عمارت بن رہی ہے اگر حکومت اس کو بنانے اور مکمل کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے تو پھر اب تک اس پر اتنی رقم کس لئے خرچ کی گئی ہے؟ جب ہم 2002 میں یہاں ممبر تھے تو کہا گیا تھا کہ یہ ایک سال میں مکمل ہو جائے گی لیکن آج تک یہ عمارت مکمل نہیں ہو سکی۔ یہ آپ کی jurisdiction ہے۔ دیکھیں جناب! King is a person who makes history at every step. اگر آپ اس عمارت کو بنا جاتے ہیں اور جب تک یہ عمارت موجود رہتی ہے تو آپ کا نام بھی یہاں پر یاد رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر کام ہو رہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کام تو پچھلے آٹھ دس سالوں سے جاری ہے۔ ٹھیکیدار contract لیتا ہے پھر سال بعد اس کو extend کراتا ہے اور ساتھ ہی درخواست دے دیتا ہے کہ ہم نے اس schedule پر یہ کام لیا تھا اب مہنگائی بڑھ گئی ہے اس لئے نیا schedule یہ ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر ایک کروڑ روپے کا کام ہوتا ہے تو re-schedule ہوتے ہوتے وہ پانچ کروڑ روپے کا بن جاتا ہے تو قوم کا پیسا اس طریقے سے کیوں ضائع ہو رہا ہے؟ آپ پہلے یہ دیکھیں کہ جس contractor نے یہ ٹھیکہ لیا تھا اس کی limit کیا ہے؟ ٹھیکیداروں کا یہ ایک طریقہ واردات ہے کہ وہ contract کی limit کو extend کراتے رہتے ہیں اور ایک کروڑ روپے کی لاگت سے بننے والی عمارت دو، تین یا چار کروڑ روپے میں مکمل ہوتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس عمارت کی رپورٹ منگوا کر دیکھیں کہ بنیادی طور پر اس کا کیا contract تھا اور آج اس کی کیا position ہے؟ میری یہی گزارش ہے کہ آپ

اس کا نوٹس لیں کیونکہ یہ public money ہے اور اس طریقے سے اس کو ضائع نہیں ہونا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شاہ صاحب کا بڑا valid point ہے کہ یہ عمارت کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، ابھی نہیں بتا سکتے۔ابھی تک اس contract کو کسی نے re-schedule نہیں کیا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے آپ اس معاملے کو probe کریں اور اس کی انکوائری کرائیں پھر آپ جو بتائیں گے ہم اسے من وعن تسلیم کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کا نام اس فہرست میں شامل نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسے move کرنے والوں میں تو شامل تھا۔

جناب سپیکر: بھائی! میرے پاس جو فہرست آئی ہے اس میں آپ کا نام نہیں آیا، آپ اپنا نام لکھوا دیں۔ہم آپ کو بعد میں بات کرنے کا موقع دے دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم سب کی طرف سے محسن لغاری صاحب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں۔آپ کا نام چوتھے نمبر پر آ گیا ہے۔جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو زیادتی جنوبی پنجاب کے بچوں سے ہو رہی ہے اس کا کچھ ازالہ ہونا چاہئے۔جو بچے ٹاٹوں پر پڑھ کر آتے ہیں، جن کے سکولوں کی چھتیں، دیواریں نہیں ہوتیں اور جن کے استاد اردو میں پڑھاتے ہیں ان کا مقابلہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا تمام پنجاب کا ایک ہی سلیبس کریں۔لاہور، ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان کا سلیبس ایک جیسا ہونا چاہئے۔اردو میڈیم کے پڑھے ہوئے بچوں کا مقابلہ انگلش میڈیم میں پڑھے ہوئے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔پبلک سروس کمیشن کے امتحانات انگلش میڈیم کے سلیبس

کے مطابق ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جنوبی پنجاب کے بچے فارغ ہو جاتے ہیں۔آج بھی دیکھ لیں کہ سیکرٹریٹ میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کتنے ملازم ہیں،آپ ان reports میں دیکھ لیں کہ جنوبی پنجاب کے بچے کتنے فیصد کامیاب ہوئے ہیں؟ڈیرہ غازی خان کے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کا مقابلہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔جنوبی پنجاب کے پہاڑوں کے نزدیک واقع سکولوں میں تو استاد بھی نہیں جاتے اور ان سکولوں میں پڑھنے والوں بچوں کا مقابلہ لاہور کے سکولوں میں پڑھنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔میری تجویز ہے کہ آپ جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر دیں۔جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر کے ان بچوں کا اسی سلیبس کے مطابق امتحان لیں جو کہ انہیں وہاں پر اساتذہ پڑھاتے ہیں۔جنوبی پنجاب کے کوٹا کا merit وہاں کے بچوں سے ہونا چاہئے۔اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر آپ پورے پنجاب کے تمام سکولوں کا سلیبس ایک کر دیں تو پھر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا اور ہم سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی۔اس وقت سیکرٹریٹ میں ایک یا دو فیصد لوگ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ہمارے ساتھ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں بہت زیادتی ہو رہی ہے۔پاکستان کو وجود میں آئے ہوئے 63 سال ہو چکے ہیں لیکن ہم ابھی بھی backward علاقے کے کہلاتے ہیں۔میری یہ تجویز ہے کہ آپ سارے پنجاب کے سکولوں کا سلیبس ایک جیسا کر دیں اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ مقرر کیا جائے،ان کا امتحان وہاں پر پڑھائے جانے والے سلیبس کے مطابق لیا جائے اور ان کا آپس میں merit بنایا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے دوسرے point کے حوالے سے بات کروں گا۔مجھے بچوں نے بتایا ہے،میں نے سنا ہے،سچ ہے یا غلط یہ خدا جانتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں سوال حل کرنے کے لئے جو answer sheets دی جاتی ہیں ان پر کوئی نمبر نہیں لگا ہوتا۔"ہاں" یا "ناں" میں جواب دینا ہوتا ہے اور ان پر نمبر نہیں لگا ہوتا بلکہ نمبر کے بغیر وہ sheets ہوتی ہیں کہ جہاں چاہیں،جس کو چاہیں کامیاب یا ناکام کر لیں۔وہ ایک sheet ہوتی ہے اس کو نکال لیں اور دوسری رکھ دیں چونکہ ان کے اوپر نمبر نہیں لگے ہوتے لہذا ان کی جانچ پڑتال ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو مہربانی کریں اور ان answer sheets پر نمبر ضرور لگائے جائیں۔پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں جو بھی sheets مہیا کی جاتی ہیں وہ بغیر نمبر کے نہ دیں۔

جناب سپیکر!ہمارا علاقہ جنوبی پنجاب ملکی معیشت کو سب سے زیادہ مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ cotton area ہے۔کپاس کی وجہ سے ہی یہ ملک زر مبادلہ کما رہا ہے۔ہم معیشت کو تو مضبوط کرتے ہیں

لیکن ہمارے علاقے کے لوگوں کو ملازمتوں میں proper حصہ نہیں مل رہا جس کی وجہ سے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جب انگلش میڈیم اور اردو میڈیم کا مقابلہ ہوتا ہے تو ہمارے بچے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا جنوبی پنجاب کے بچوں کا حل سوچیں۔ آپ سارے پنجاب کے سکولوں کا سلیبس ایک کر دیں یا پھر ہمارے جنوبی پنجاب کا کوٹا علیحدہ کر دیں اور جنوبی پنجاب کے بچوں کا merit وہاں کے بچوں کے درمیان بننا چاہئے اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس رپورٹ کے حوالہ سے میری چند ایک observations ہیں جن پر لاء منسٹر صاحب نے خود بھی کہا کہ capacity problems ہیں۔ ان capacity problems کی وجہ سے بڑے شدید قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے تمام محکموں میں ایڈہاک بھرتیاں کرنا پڑتی ہیں۔ ایڈہاک بھرتیوں میں merit criteria پوری طرح observe نہیں ہوتا جس طریقے سے پبلک سروس کمیشن merit criteria observe کرتا ہے۔ حکومت کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ جیسے ہم نے ابھی ہزاروں کی تعداد میں ٹیچر بھرتی کرنے ہیں اور چونکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity نہیں ہے جس کی وجہ سے ٹیچر بھرتی کرنے کے لئے ایک نیا فارمولا بنایا گیا ہے جو کہ صرف اُن کے اکیڈمک ریکارڈ کو بنیاد بناتا ہے اور اُس میں بھرتی کے دوسرے پہلو، جن میں suitability of candidate، اُس کا aptitude ہے، اُس کے نظریات ہیں، اُس کی suitability for Govt. service ہے ان چیزوں کو بالکل consider نہیں کیا جاتا اور ہم purely on academic results ٹیچروں کی بھرتی کرتے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کے پاس capacity نہ ہونے کی وجہ سے ہم ڈاکٹروں کی بھی ایڈہاک بھرتی کرتے ہیں اور پھر وہ سڑکوں پر جلوس نکال کر اپنے آپ کو regularized کراتے ہیں۔ اسی طرح سب سے خطرناک پولیس کی بھرتیاں ہیں جس کے اندر آپ اے ایس آئی، ایس آئی اور انسپکٹر کی بھرتیاں کرتے ہیں تو اُن کی سلیکشن کے لئے پورا criteria کہ پولیس کے لئے اُن کا aptitude ہے یا نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ جب ایک bulk recruitment کرنا پڑتی ہے اور پبلک سروس کمیشن اُس کو coop نہیں کر سکتا تو under the supervision of Public Service Commission مخصوص ٹیمیں بنا کر ایک پراجیکٹ project to project کے لئے hire کر لینا چاہئے اور پبلک سروس کمیشن کے criteria کے تحت

basis پر ہم بھرتیاں کریں جس طرح ابھی ہم نے بیس ہزار سے زائد ٹیچرز بھرتی کرنے ہیں تو ہمیں under the supervision of Public Service Commission ایک پراجیکٹ بنا دینا چاہئے اور تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر ان کی بھرتیاں کرنی چاہئیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم نے ڈاکٹر بھرتی کرنے ہیں تو اُن کا ایسا interest ہونا چاہئے کہ وہ پاکستان میں کام کرنا چاہتے ہوں، ایسے ڈاکٹر ہوں جو دیہاتی علاقوں میں جا کر اپنی سروس کے چار پانچ سال پورا کرنا چاہتے ہوں، نہ کہ وہ حیلوں بہانوں سے صرف شہروں کے اندر آ کر کام کریں۔ میں چاہوں گا کہ جب لاء منسٹر صاحب wind up speech کریں تو پبلک سروس کمیشن کے ممبران کے انتخاب کے حوالے سے میری observation ہے کہ ریٹائر ہونے والے سینئر افسران کو ممبر پبلک سروس کمیشن کی پیشکش کی جاتی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ اُن کے لئے کوئی proper selection criteria ہے یا اُسے بنانے کی ضرورت ہے تو اس حوالے سے بتادیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو آئین پاکستان کے تحت قائم ہے اور اس کے آرٹیکل 240 میں لکھا ہے کہ:

Article 240. Subject to the Constitution, the appointments and the conditions of service of persons in the service of Pakistan shall be determined-

(b) in the case of the services of a Province and posts in connection with the affairs of a Province, by or under Act of the Provincial Assembly.

تو پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو اس آئین کے تحت قائم کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب کے معاملات کو چلانے کے لئے افسروں کی بھرتی کرے۔ اس میں آرٹیکل 242 میں ہے:

Article 242 (1). (Majlis-e-Shoora(Parliament)]in relation to the affairs of the Federation, and the Provincial Assembly of a Province in relation to the affairs of the Province, may by law provide for the establishment and constitution of a Public Service Commission.

تو پنجاب اسمبلی نے اس حساب سے ایک قانون پاس کیا اور ہم نے اپنا پنجاب پبلک سروس کمیشن قائم کیا۔ اس کے بعد اس کے آرٹیکل 242 (1B) میں ہے:

242(1-B). The Chairman of the Public Service Commission constituted in relation to affairs of a Province shall be appointed by the Governor on the advice of the Chief Minister.

تو یہ آئین پاکستان کے تحت ایک ادارہ قائم ہوا ہے جس کا چیئرمین گورنر نے appoint کرنا ہے اور اس ادارے نے ہمارے صوبے کے اندر ملازمتیں کرنے والے لوگوں کو بھرتی کرنا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اذان سے پہلے آپ کو تھوڑی سی constitutional background بتا رہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن ہے کیا؟ اس کو ہم نے پنجاب اسمبلی سے ایک ایکٹ پاس کر کے قائم کیا۔ جب میں پبلک سروس کمیشن کی composition کو دیکھنے بیٹھتا ہوں تو مجھے ایک چیز بڑی حیران کرتی ہے کہ اس میں مجھے پولیس افسران کی بہت زیادہ نمائندگی نظر آتی ہے۔ This is one of the surprising things میں شاید کچھ miss کر رہا ہوں لیکن ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین ایک ریٹائرڈ جرنیل ہیں، مسٹر احمد نسیم ریٹائرڈ آئی جی ہیں، ڈاکٹر اظہر حسن ندیم بھی پولیس سروس کے ہیں، مسٹر شوکت جاوید بھی پولیس سروس کے ہیں اور مسٹر پرویز راٹھور بھی میرے خیال میں پولیس سروس کے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق باقی ڈی ایم جی کے ریٹائرڈ سینئر افسران ممبر ہیں۔ ایک ادارہ جس نے پنجاب میں ملازمتوں کے لئے لوگوں کو منتخب کرنا ہے تو اس ادارے میں پی سی ایس ریٹائرڈ افسران کی بطور ممبر نمائندگی بہت کم ہے یا میرے علم کے مطابق بالکل نہیں ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ میں اس تصحیح پر بالکل برا نہیں مانوں گا۔ میرے علم میں یہ اضافہ ہوگا کہ ایک ادارہ جس نے پنجاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنا ہے اس میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہونا میری ناقص رائے میں بہت ضروری ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے پنجاب میں ساری عمر نوکری کی ہے اور جو ground realities کو بہتر جانتے ہیں ان لوگوں کا ہم نے اس کے اندر کوئی عمل دخل نہیں رکھا ہوا

یا نمائندگی نہیں ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے اور تجویز ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران میں ہم ان لوگوں کی نمائندگی کو یقینی بنائیں جو اپنے تجربے سے امیدواروں کے انتخاب میں اپنی قیمتی آراء دے سکیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے تصحیح کی اجازت دی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جب بھی کسی محکمہ کے لئے selection ہوتی ہے تو اس کے لئے جو ٹیم بنائی جاتی ہے اس میں Departmental Representatives بھی جاتے ہیں۔ اس ٹیم میں پبلک سروس کمیشن کے افسران کے ساتھ Departmental Representatives بھی ہوتے ہیں جن میں پی سی ایس افسران بھی ہوتے ہیں اور دوسرے افسران بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب وزیر قانون صاحب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں۔ یہ بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے یہ چیز سمجھ نہیں آتی کہ وزراء کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ ہمارے حکومتی ممبران کیوں ادا کرنا چاہتے ہیں اس میں شاید ان کا منسٹر بننے کا شوق بہت زیادہ ہے؟

جناب سپیکر! اس رپورٹ میں جو چیز مجھے اچھی لگی اور جس نے میرے دل میں گرمائش پیدا کی وہ یہ تھی کہ ہم نے ملتان اور راولپنڈی میں انٹرویو کرانے شروع کر دیئے ہیں۔ اس سے اس چیز کو official level پر recognized کیا گیا ہے کہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے جس کے انتظامی امور شاید ایک پبلک سروس کمیشن نہیں دیکھ سکتا اور لوگوں کی سہولت کے لئے ملتان یعنی جنوبی پنجاب اور راولپنڈی یعنی پوٹھوہار کے علاقے میں بھی اس کے دفاتر کھول دیئے گئے ہیں جو کہ صرف انٹرویو کی حد تک operational ہیں۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہوگی کہ جو بہت ساری recruitments ہوتی ہیں۔ ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے ریجن کے اندر ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو اشتہار آتے

ہیں اس میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں ضلع کی اتنی اور فلاں ضلع کی اتنی اسامیاں ہیں۔اگر ان لوگوں کے امتحانات کے لئے بھی ان ریجنل دفاتر کو اختیارات دے دیئے جائیں تو اس وقت جو پنجاب کے انتظامی امور میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اس طرح کرنے سے بہتری آ سکے گی۔

جناب سپیکر!اسی طرح میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر جنوبی پنجاب کے لئے ایک علیحدہ پبلک سروس کمیشن بنا دیا جائے۔ ہم نے اب اپنی سیاسی جماعتوں میں بھی ایک رجحان دیکھا ہے کہ جنوبی پنجاب میں پارٹیوں نے انتظامی امور کے لئے علیحدہ wings بنا دیئے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پہلے اس کی شروعات کی اور اب پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اطلاع ہوگی۔ ہمیں تو ابھی اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!شاید اخبارات میں لکھا گیا ہے۔ میں اپنے پریس کے حضرات پر بہت اعتبار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!عدلیہ نے بھی یہ چیز دیکھتے ہوئے کہ وہ ایک علاقہ ہے جہاں کے لوگوں کو لاہور آنے میں مشکل ہوتی ہے اس لئے ہائیکورٹ نے وہاں اپنے بنچ قائم کئے تھے۔ اس چیز کو عدلیہ نے بھی recognized کیا تھا کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے ملتان اور بہاولپور بنچ قائم کیا تھا۔ اسی طرح راولپنڈی بنچ قائم کیا گیا تھا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر جنوبی پنجاب کے لئے علیحدہ پبلک سروس کمیشن بنا دیا جائے تو اس سے معاملات بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر!ہم جب اس رپورٹ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو یہ رپورٹ ہمارے پنجاب کی تعلیمی قابلیت کے اوپر نہایت ہی شرمناک reflection دیتی ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پنجاب کا جو تعلیمی معیار ہے وہ اس حد تک گر چکا ہے کہ ساری رپورٹس بار بار یہ کہتی ہیں کہ امیدواروں کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ ان کے تحریری امتحانات، انٹرویو اور جنرل نالج کا بُرا حال ہے اس لئے یہ رپورٹیں صرف شائع ہونے کے لئے ہی نہیں ہوتیں بلکہ یہ اس لئے ہوتی ہیں کہ جو معاملات سامنے آئیں حکومت وقت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جن کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کمیوں کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے اقدامات کرے۔

جناب سپیکر!1973 کا آئین پبلک سروس کمیشن کی financial autonomy کو envision کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ پبلک سروس کمیشن مالی معاملات میں independent ہو اور

ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن کا حال یہ ہے کہ ان کو تو اپنے accounts کی کمیٹی کو بھی بلانے کا اختیار نہیں ہے۔ان کی میٹنگز سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری(آئی اینڈ سی) بلاتے ہیں اور وہی ان کو Chair کرتے ہیں اس لئے وہ پبلک سروس کمیشن کو اہمیت نہیں دیتے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن 1974 کے rules کے مطابق ایک ادارہ ہے جس کو envision کیا گیا ہے کہ وہ ایک خود مختار ادارہ ہے، جیسا کہ سروس ٹربیونل ایک ادارہ ہے، محتسب کا دفتر ایک ادارہ ہے اور ہائیکورٹ ایک ادارہ ہے۔ وہ بھی پنجاب حکومت سے مالی وسائل حاصل کرتے ہیں لیکن یہ ایک ادارے کی طرح کام کرتے ہیں تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بھی autonomy ہی اس کی independence ensure کرے گی کہ وہ صحیح قسم کی nepotism اور favoritism سے آزاد ہو کر اپنے فیصلے کرے۔

جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن نے recommend کیا تھا کہ ڈاکٹر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعینات کئے جائیں۔ان کی اس recommendation پر نہ صرف عملدرآمد نہیں کیا گیا بلکہ Health Institutions کی membership میں سے بھی پبلک سروس کمیشن کے ممبران کو ہٹا دیا گیا۔ ہم جس وقت دیکھتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کی جو کمیٹیاں اور کمیشن ہیں ان کے اندر پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی جو کہ بہت دفعہ rules میں recommend کی جاتی ہے اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا۔اگر پبلک سروس کمیشن خود مختار ہوگا اور اس پر کسی کا اثر نہیں ہوگا تو وہ بہتر perform کرے گا۔یونیورسٹیوں میں جو criteria selection بنتے ہیں اور جو Selection Committees ہوتی ہیں اگر ان میں پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہوگی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس کوئی مثال ہے کہ یہ کسی کے ماتحت ہیں، کیا آپ ایسا stance پیش کر سکتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کا سوال نہیں سمجھا۔ میری گزارش ہوگی کہ آپ صرف ہمیں بولنے کا موقع دیا کریں اور حکومت کو جواب دینے دیا کریں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے اپنی information کے لئے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے بھی بتایا جائے کہ اگر ایسی کوئی بات آپ کے علم میں ہے تو میرے علم میں بھی لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کس سلسلے میں information چاہئے؟

جناب سپیکر: وہ کس کے اثر میں ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ کا خیال ہے کہ چیف منسٹر کے دفتر سے پبلک سروس کمیشن کو فون جاتا ہے، جن لوگوں کو وہاں پر appoint کیا گیا ہے کیا وہ ان کے زیر اثر نہیں ہوں گے؟ ان کی نوکری ہی اسی طرح آگے چلنی ہے۔ اب بھی ایک extension دی گئی ہے۔ میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں کہ ہمارے ایک ممبر ہیں مجھے ان کا نہیں پتا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ ان کا نام طارق محمود ہے جو 2007 سے ممبر چلے آرہے ہیں یعنی پانچ سال سے ممبر ہیں باقی ممبران ریٹائرڈ ہوتے جاتے ہیں لیکن ان کو ریٹائرمنٹ پر پھر سے extension دے دی جاتی ہے۔ اب ایک آدمی جس کی نوکری اور مراعات جو چیف منسٹر صاحب کی discretion پر ہے تو میرے خیال میں کوئی فرشتہ ہو تو بڑی بات ہے اگر میرے جیسا کمزور انسان ہو گا تو وہ ضرور اس بات کے زیر اثر آئے گا۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش یہ تھی کہ جو Education Selection Committees ہیں، گورنر صاحب یونیورسٹی کے چانسلر ہوتے ہیں انہوں نے بھی یہ بات کہی ہے کہ ان Selection Committees میں پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی ہونی چاہئے لیکن ابھی تک اس پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور یہ رپورٹ بار بار کہتی ہے کہ امیدواروں کا standard اتنا خراب ہو گیا ہے کہ اب بہت سی اسامیوں پر لوگوں کو بھرتی ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا تعلیمی معیار بہت گر چکا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسی رپورٹ کے مطابق اکثر لوگ جو پبلک سروس کمیشن کی نوکریوں کے لئے apply کرتے ہیں وہ حکومتی اداروں سے پڑھے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تو واضح اکثریت انہی لوگوں کی ہے۔ میں پرائیویٹ سکولوں کے نام اس لئے لوں گا کہ میرے خیال میں ہمارے ملک کی وہ روشن مثالیں ہیں۔ IBA کراچی، LUMS، غلام اسحٰق خان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اور NUST کے کسی لڑکے یا لڑکی نے یہاں پر apply نہیں کیا اس لئے کہ یہاں پر انہیں confidence نہیں ہے کہ انہیں کچھ حاصل ہو سکے گا۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ میرا ایک دوست جو ایک بہت بڑے بین الاقوامی بنک کے ہیومن ریسورس ڈیپارٹمنٹ کو Head کرتا ہے جن کا ایشیا کا دفتر سنگاپور میں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس وقت ہم سنگاپور میں اپنے بنک میں ملازمین رکھنے کے لئے اشتہار دیتے ہیں تو multinational اور دنیا کے سب سے بڑے بنکوں میں لوگ کام کرنے کی بجائے حکومتِ سنگاپور کے لئے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حکومتِ سنگاپور بہترین ملازمین select کر کے انہیں بہترین مراعات دیتی ہے اور efficient طریقے سے اپنا ملک چلاتی ہے۔ وہ چھوٹا سا ملک ہمارے سب لوگوں کے لئے ایک مشعلِ راہ

بن کر سامنے آتا ہے۔ ہمارا نو دس کروڑ عوام کا صوبہ پنجاب یورپ کے تمام ممالک سے بڑا ہے۔ ہم فرانس، جرمنی بلکہ سب سے بڑے ہیں اس لئے سنگاپور کی مثال دینا شاید آپ کو معیوب لگے لیکن میں آپ کو مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ وہاں پر بہترین ذہن کے مالک اور تعلیم یافتہ لوگ بڑی بڑی multinational کمپنیوں کی ملازمتوں کو ترجیح دینے کی بجائے حکومت کی ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں رپورٹ میں سکولوں کی جو لسٹ دی گئی ہے بد قسمتی سے یہی رپورٹ بار بار کہتی ہے کہ تمام سرکاری سکولوں کے لوگوں کا معیار بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اوپر دباؤ کم کرنے کے لئے تمام محکمے گریڈ ایک سے پندرہ تک کی نوکریوں کا تمام انتظام خود کریں مگر پبلک سروس کمیشن کی نمائندگی کے ساتھ کریں۔اس سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اوپر بوجھ کم ہوگا۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہے کہ اگر ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ایک بہتر ادارے کے طور پر چلانا ہے تو ہمیں اس ملک میں موجود بہت سارے ہیومن ریسوس کے qualified لوگوں کو اس بورڈ میں ڈالنا چاہئے نہ کہ جیسے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ فلاں ریٹائرڈ افسر کو لگائیں گے کیونکہ اس نے ریٹائر ہونے سے پہلے حکومت کے لئے یہ اچھا کام کیا ہے۔ میں اس لسٹ کو دیکھ کر کافی حیران ہوا کہ پولیس کے ریٹائرڈ افسران کے لئے بہت زیادہ bias ہے لہذا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اندر ہم پڑھے لکھے اور ہیومن ریسورس کے تعلیم یافتہ لوگوں کو لگائیں جو آکر پالیسیاں بنائیں کہ صوبائی حکومت کے ملازمین کے لئے ترقی کے کیا معیار ہوں گے، اُن کی Performance Evaluation کس طرح ہوگی، ملازمین کو کس طرح recruit کرنا ہے اور کس طرح انہیں آگے promote کرنا ہے؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اگر ہم ایک efficient اور professional ادارے کے طور پر چلائیں گے تو ہمارے ایڈمنسٹریشن کے مسائل کافی حد تک ختم ہو جائیں گے۔ ہمارے ملک میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ governance کا ہے۔یہاں پر بیٹھے ہوئے ہم سب لوگوں کو یہ دیکھنا چاہئے کہ پچھلے پچیس تیس سالوں کے اندر آہستہ آہستہ governance کس طرح خراب ہو رہی ہے؟ ہم ایک legislative body ہیں، ہم لوگوں نے ایک پالیسی دینی ہے اور قانون سازی کرنی ہے جس کو ایگزیکٹو نے implement کرنا ہے مگر ہمارا ایگزیکٹو فیل ہو چکا ہے۔ جو وژن اور پالیسیاں ہماری سیاسی لیڈرشپ نے پیش کی ہیں اُن کو ایگزیکٹو implement نہیں کر سکا۔آج ہمیں سب سے بڑی جو مشکل نظر آتی ہے وہ اس وژن کی non-implementation ہے کیونکہ یہاں پر کوئی بھی

لیڈرشپ ہو اس نے صحیح طور پر implement نہیں کرایا۔ میں اس وقت اپوزیشن میں ہوں لیکن اگر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف کروں تو کوئی بُری بات نہیں ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ نے صرف وژن دینا ہوتا ہے جسے implement ایگزیکٹو نے کرنا ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اگر یہ وژن دیا کہ میں نے صوبہ کے اندر ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو حل کرنا ہے تو ایگزیکٹو نے کہا کہ "پیلی ٹیکسیاں دے دیوایہہ سو کھا کم اے، ٹپا دیو" اگر انہوں نے کہا کہ میں نے دیہاتوں میں صحت کی سہولت لوگوں تک پہنچانی ہے تو ہماری ایگزیکٹو اور بیوروکریسی نے یہ solution پیش کیا کہ آپ بڑے بڑے ٹرکوں میں ہسپتال بنا دیں۔ ٹرکوں کا مشورہ اس لئے دیا کیونکہ یہ افسران اپنے دفتروں سے کبھی باہر ہی نہیں نکلے اور انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ دیہاتوں کی چھوٹی سڑکوں پر یہ 20 wheelers ٹرک جا ہی نہیں سکتے۔ ان میں سے کسی نے visualize ہی نہیں کیا کہ ان ٹرکوں کو چلانے کے لئے کتنا خرچہ ہوگا، ان کی wear and tear کس طرح ہوگی، ان کا موبل آئل کب تبدیل ہوگا اور ان کے ٹائر کہاں سے آئیں گے مگر وزیر اعلیٰ صاحب کا جو وژن تھا کہ میں نے دیہات کے ہر گھر کے اندر لوگوں کو صحت کی سہولت پہنچانی ہے، اُس کو صحیح طرح سے لیا ہی نہیں گیا۔ اگر ہماری بیوروکریسی وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ مشورہ دیتی کہ ہمارا اینٹ گارے کا infrastructure پہلے ہی موجود ہے اور ہر جگہ ہمارے ہسپتال بنے ہوئے ہیں لہذا وہاں پر ڈاکٹروں کی تعیناتی کی جائے، وہاں پر جانے والے ڈاکٹروں کو مراعات دے کر ان کا جانا آسان کیا جائے تو وہ کروڑہا روپے جو ہم نے ان ٹرکوں پر خرچ کرکے ہسپتال بنایا ہے تو شاید ان سے کافی بہتر ہوتا۔ میں بنیادی بات آپ سے یہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وژن کو implement بیوروکریسی نے کرنا ہے اور بیوروکریسی کو ہمارے آئین اور قانون کے مطابق recruit کرنے والے ادارے پبلک سروس کمیشن ہیں۔

جناب سپیکر! آج ہم governance کا فقدان اور اس کی بری حالت اس لئے دیکھ رہے ہیں کیونکہ اس میں پبلک سروس کمیشن کا اتنا ہی بڑا ہاتھ ہے جتنا کسی اور کا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ سب سے بڑا ہاتھ ہی پبلک سروس کمیشن کا ہے کیونکہ پبلک سروس کمیشن ایک professional body نہیں ہے اور بد قسمتی سے پبلک سروس کمیشن آج ہمارا من پسند ریٹائرڈ بیوروکریٹس کو کچھ سال مزید مراعات اور سہولتیں enjoy کرنے کے لئے extension دینے کے مترادف ہو گیا ہے۔ ہم پبلک سروس کمیشن کے اندر یہ نہیں دیکھتے کہ اس میں professional یا competent لوگ ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ پبلک سروس کمیشن کو reconstitute کیا جائے اور جنوبی پنجاب کے لئے پبلک سروس کمیشن کی علیحدہ برانچ بنائی

جائے جو وہاں پر مقامی محکموں کی recruitment علیحدہ سے کرے۔ جیسا کہ ہائی کورٹ نے وہاں پر اپنے بنچ بنائے ہیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو انصاف کی فراہمی ہو لہذا judiciary سے رہنمائی اور اس مثال کو follow کرتے ہوئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کا بھی جنوبی پنجاب کے لئے ایک الگ ادارہ یا برانچ بنائی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اسمبلی کی کارکردگی کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان بننے کے بعد یہ پندرھویں اسمبلی ہے اور گزشتہ اسمبلی جو ایک آمر کی تخلیق تھی اُس سے اصل موازنہ تو اسمبلی کی مدت پوری ہونے کے بعد ہی ہوگا۔ تاہم اب تک کا موازنہ کچھ اس طرح سے ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا بزنس سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: وہ اسمبلی کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اسمبلی اور اپنے ساتھیوں کی کارکردگی کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا پبلک سروس کمیشن سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: جی، سننے دیں۔ میں نے اُن کو اجازت دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایک دن پنجاب اسمبلی کی کارکردگی پر بھی debate رکھ لیں مگر یہ طریق کار نہیں ہے کہ کسی نے پرچی دے دی تو اس پر بات کرنا شروع کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا پوائنٹ آف آرڈر لینا اُن کا حق نہیں ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو پھر آپ پنجاب اسمبلی کی کارکردگی کے لئے ایک دن متعین کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ میں بعد میں دیکھوں گا۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! گزشتہ اسمبلی چار سال گیارہ ماہ اور پچیس دن چلی۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ غلط پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میری بات سنیں۔ یہ آپ کیسے کہتے ہیں اور کیا آپ مجھے غلط کہہ رہے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سنیں کہ ان کو کوئی پرچی ملی ہے اُس کو دیکھ کر یہ پڑھنے لگے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ پلیز تشریف رکھیں اور مجھے اُن کی بات سننے دیں۔ رانا افضل صاحب! آپ بات کریں مگر پڑھ کر کچھ نہیں کہنا اگر بات کرنی ہے تو زبانی کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں to the point بات کر کے ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں کہیں سے لکھا ہوا آیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر سنا دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر لکھا ہوا پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا افضل صاحب! میری بات سنیں۔ پیپر کو چھوڑیں اور اگر آپ اسمبلی کی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مہربانی ہے۔ تشریف رکھیں۔ اب میں نے floor میاں رفیق صاحب کو دے دیا ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹوں پر بحث کے لئے موقع عطا فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک رپورٹ پڑھ دوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: محمد محسن خان لغاری صاحب مجلس خصوصی نمبر 17 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3854 اور 5622 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 17 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نشان زدہ سوال نمبر 5622 اور 3874 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 17 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کی گئیں۔ اس کے بعد جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں اور میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Punjab Public Defender Service Act 2007 repeal Bill 2011. (Bill No 49 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کردی گئی۔ جی، میاں صاحب!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 2007، 2008، 2009 اور 2010 کی رپورٹس پر عام بحث

(---جاری)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع عطا فرمایا۔ اس پر میری کچھ observations اور تجاویز ہیں اور مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی آر نہیں کہ میں یہ رپورٹ نہیں پڑھ سکا اور observations کی بنیاد پر اور یہاں کی گئی تقاریر کے حوالے سے کچھ زمینی حقائق ہیں جنہیں مد نظر رکھتے ہوئے چند گزارشات پیش کروں گا جن میں کچھ تجاویز اور کچھ زمینی حقائق ہیں۔

جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے اپنی تقریر کے دوران "کوٹا" کی بات کی تھی کہ ابتدا میں جب پاکستان بنا تو اس وقت کراچی کو کوٹا دیا گیا تھا تو میں ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں double کوٹا اس لئے دیا گیا تھا کہ جب پاکستان بنا اور تبادلہ آبادی میں جو لوگ یوپی، سی پی سے یہاں پر تشریف لائے، وہ پاکستان بھر میں زیادہ پڑھے لکھے تھے تو بنیادی ملازمتوں پر ان کا قبضہ ہو گیا اور---

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! point of clarification

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! چونکہ میرے نام سے منسوب کیا گیا ہے تو میں نے کبھی نہیں کہا کہ کراچی کو کوٹا دیا گیا بلکہ میں نے اندرون سندھ کی بات کی تھی کہ انہیں کراچی سے علیحدہ کوٹا دیا گیا تھا۔ یہ میری بات تھی تاکہ ریکارڈ درست رہے اور چونکہ یہ چیز ریکارڈ میں جانی ہے اس لئے میں نے وضاحت کرنا ضروری سمجھا تاکہ ریکارڈ درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ریکارڈ درست کر لیا جائے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: رانا صاحب! میں خود ہی تردید کر دیتا ہوں آپ کیوں اتنا پشیمان ہو گئے؟ آپ نے کراچی کے بغیر بات کی اور میں نے کراچی سمیت بات کر دی کیونکہ حوالہ تو ایک جیسا تھا۔ سندھ کو کوٹا عام ملازمتوں میں دیا گیا تھا لیکن میں جو گفتگو آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ

پاکستان بننے کے بعد یوپی، سی پی سے جو حضرات تشریف لائے تھے وہ سارے پاکستان سے زیادہ پڑھے لکھے تھے اور اعلیٰ گریڈ تک کی بنیادی ملازمتیں انہی کے قبضہ میں آ گئیں اور یہ نوکر شاہی اور اسٹیبلشمنٹ کا parent خاندان جو بعد ازاں اکھاڑ بچھاڑ کی بنیاد بنا۔ایک تو یہ خرابی بنی اور دوسری بات کوٹا کی بات پر راناصاحب سے اتفاق کرتاہوں اور احمد خان بلوچ صاحب کی بات سے بھی۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب نے تو کوٹا کی بات کی ہی نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انہوں نے جو سندھ کے لئے بات کی ہے تو اسی حوالے سے پنجاب میں احمد خان بلوچ صاحب نے کی ہے یا محسن خان لغاری صاحب نے کی ہے کہ جنوبی پنجاب ہو وسطی پنجاب ہو یا اپر پنجاب ہو، یہ تینوں حصوں میں پسماندہ اور محروم طبقات جس میں خاص طور پر، کسان مزدور، بھٹہ مزدور، پاور لوم کا مزدور اور ملوں و فیکٹریوں کا مزدور، چھوٹا دکاندار اور چھابڑی فروش شامل ہیں جو 95 فیصد لوگ بنتے ہیں۔اب یہ دیکھنا ہے کہ ٹاٹ پر پڑھے ہوئے دیہاتوں کے لوگ اعلیٰ درسگاہوں میں پڑھے ہوئے لوگوں کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟اس لئے میں بھی اس مطالبے میں شامل ہوں کہ وسطی پنجاب کا جو حوالہ دیا جارہا ہے اسے بھی درست مان لیا جائے، وسطی پنجاب کا بھی، اپر پنجاب کا بھی اور میں یہ چاہوں گا کہ بلحاظ آبادی بھلے وہ جنوبی پنجاب سے ہو، بھلے وہ وسطی پنجاب سے ہو، بھلے وہ اپر پنجاب سے ہو، پسماندہ اور محروم طبقات سب کا کوٹا الگ مقرر کیا جائے ورنہ ہمارے ہاں یہ اسٹیبلشمنٹ کی اکھاڑ بچھاڑ ایسے ہی چلتی رہے گی کیونکہ یہ ایک ایسا خاندان بن چکا ہے جس کا اکھاڑ بچھاڑ میں ایک اہم کردار اور role بھی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں نہایت مختصر تجویز دینا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن کے ممبران پر تنقید ہوئی ہے کہ ان کی composition بڑھائی جائے تاکہ انہیں آسانیاں ہوں، ایڈہاک ملازمتیں ختم کی جائیں اور یہی لوگ بعد میں وبال اور عذاب بنتے ہیں جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے۔ میں اب composition پر یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ لغاری صاحب کی دو باتیں کہ وہ پروفیشنل اور competent ہونے چاہئیں۔اس سے اتفاق کرتا ہوں اور تین باتیں میں اپنی طرف سے گزارش کروں گا۔ جو ممبر پبلک سروس کمیشن بنایا جائے he should not be biased ایک بات تو یہ ہے کہ اس کے لئے biased نہیں ہونا چاہئے، دوسری بات یہ ہے کہ اسے honest ہونا چاہئے، تیسری بات یہ ہے کہ he should be secular اسے سیکولر ہونا چاہئے اور وہ کسی قسم کی برادری ازم اور اقرباء پروری نہ کرے کیونکہ پبلک سروس کمیشن میں ایسا ہوتا رہا ہے اور یہاں سے جو لوگ نکلتے رہے ہیں

ان کے پس منظر میں یہ چیز شامل تھی اس لئے میری ان گزارشات پر توجہ فرمائی جائے کہ یہ سیکولر ہوں، کسی قسم کے فرقہ پرست، قومیت پرست اور مذہب پرست نہ ہوں اور ان میں برادری ازم نہیں ہونی چاہئے، یہ biased نہیں ہونے چاہئیں، ان کے اندر تعصب نہ ہو اور انہیں honest ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کی composition بن سکی تو یقیناً نوکر شاہی یا اسٹیبلشمنٹ کی اگلی کھیپ بہتر آئے گی اور وہ اکھاڑ پچھاڑ میں حصہ دار نہیں بنے گی۔ محروم اور پسماندہ طبقات کی طرف ضرور توجہ دینی چاہئے اور ان کا کوٹا الگ سے مقرر کیا جائے۔ جنوبی پنجاب، وسطی پنجاب اور اپر پنجاب کے محروم اور پسماندہ طبقات جو ٹاٹ کے سکولوں میں پڑھے ہوئے ہیں، وہ لاہور اور ملتان کی اعلیٰ درسگاہوں کے پڑھے ہوئے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر پاتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی، پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ایک لفظ غلط العام ہو چکا ہے کہ نوکر شاہی۔ جب شاہ ہوتے تھے تو ان کی نوکری ہوتی تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ملک میں جمہوریت ہے تو آپ انہیں پبلک سرونٹ کہہ سکتے ہیں لیکن نوکر شاہی نہ کہا کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! لکھنے میں تو یہی آتا ہے کہ پبلک سرونٹ ہیں لیکن یہ پبلک سرونٹ نہیں ہیں کیونکہ ان کا کردار پبلک سرونٹ والا نہیں ہے اور جس دن یہ پبلک سرونٹ بن گئے تو اس دن معاشرے اور سماج میں تبدیلی اور انقلاب آ جائے گا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ کا نام میرے پاس نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی important بات ہے کہ ہمارا یہ اسمبلی اجلاس کافی لمبا چلا ہے اور میں دیکھتا رہا ہوں کہ ہمارے اسمبلی سٹاف نے دن رات کام کیا ہے اور ہمیشہ یہ روایت پہلے بھی رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر کیا کیا جائے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہیں ایک مہینے کی اضافی تنخواہ بطور بونس دے دی جائے تو یہ اچھی روایت ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں not acceptable at this stage

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث wind up ہو رہی ہے تو میری ایک گزارش کو add کر لیا جائے کہ کسی بھی معاشرے کے اندر استاد یا ٹیچرز کا بڑا مقام ہوتا ہے اور ریٹائرڈ پروفیسرز، اچھے ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو۔۔۔

MR SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں بھی پبلک سروس کمیشن کے پینل میں کہیں پر indict کیا جائے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی کوئی تشنگی رہ گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک گزارش میں کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی اس ایوان کے معزز ممبران نے اپنی سفارشات آپ کے گوش گزار کی ہیں؟ اگر آپ اسمبلی سٹاف سے کہیں کہ انہیں compile کر کے حکومت وقت کی خدمت میں پیش کریں کہ اس ایوان کے لوگوں کی یہ سفارشات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! جو تجاویز آپ نے دی ہیں وہ تو کارروائی کا حصہ ہیں اور وہ کہیں جا نہیں رہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ تو کوئی نہیں دیکھے گا۔ میری گزارش ہے کہ چار، پانچ صفحات کا ایک brief سا بنا کر کہ یہ تجاویز ہیں، جس طرح pre Budget سیشن کے اندر compile کی گئی تھیں کہ ممبران کی یہ سفارشات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ابھی آتے ہیں تو آپ کی بات کا جواب دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس طرح بجٹ کی تجاویز پر عمل نہیں ہوا تھا اور شاید عمل نہیں ہو گا لیکن ہم ایک روایت ڈال دیں اور حکومت کو یہ ایوان سفارش کر دے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب wind up کرنے کی بجائے شاید چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ہی اسے wind up کریں گے۔

میاں محمد علی لالیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لالیکا صاحب! کوئی اچھی سی بات کرنا۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! اچھی بات کروں گا اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جس عوام نے ہمیں ان ایوانوں میں منتخب کر کے بھیجا ہے ہم یہاں انہی کی بات کریں۔ ہمارے بزرگ senior colleague میاں محمد رفیق صاحب نے یہاں جو بات کی ہے کہ پبلک سرونٹس، خدا کرے کہ وہ واقعی صحیح معنوں میں پبلک سرونٹس بنیں۔ جس دن وہ پبلک سرونٹس بن کر صحیح معنوں میں اپنے آپ کو عوام کی خدمت کرنے والا سمجھنے لگیں گے تو پھر انشاء اللہ اس ملک اور اس صوبہ کی تقدیر بدل جائے گی۔ یہاں ہوتا کیا ہے؟ بیوروکریسی کے ہاتھوں ایسی پالیسیاں لائی جاتی ہیں جن سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر سستی روٹی سکیم ہے کہ حکومت وقت اگر کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو اس کو بھی اپنے انداز سے نہیں کرنے دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آخر میں، میں یہی کہوں گا کہ ہمیں اس ایوان میں ایسے کام کرنے چاہئیں کہ پبلک سرونٹس صحیح معنوں میں پبلک سرونٹس بن سکیں۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر نہیں ہیں اور جواب دینا چونکہ کیبنٹ کی responsibility ہوتی ہے اس لئے یہاں اولکھ صاحب موجود ہیں وہ بات کر لیں۔ ویسے بھی لاء منسٹر صاحب نے تقریریں بھی نہیں سنی ہیں کہ کس ممبر نے کیا کہا ہے تو وہ wind up کیا کریں گے؟ اولکھ صاحب نے تمام باتیں غور سے سنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اُنہوں نے بھی سب کچھ سنا ہے وہ آ کر آپ کو ابھی جواب دیتے ہیں، ذرا دیکھیں تو سہی۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ آج بڑی اچھی بحث ہوئی ہے۔ اس میں merit criteria پر بات ہوئی ہے، لغاری صاحب نے سنگاپور کا ذکر کیا اور ہم نے جنوبی پنجاب کا بھی ذکر کیا۔ یہاں ایک contradiction ہے کہ سنگاپور میں وہ بہت تنخواہیں دیتے ہیں اور میرٹ کو بھی observe کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ تو ہمیں کرنا ہوگا کہ اگر ہم جنوبی پنجاب کو relax کر دیتے ہیں اور پورے پنجاب کے میرٹ کو ختم کر کے ایک separate merit بناتے ہیں جو اِس میرٹ سے کم ہو اور ان کے لئے آسانیاں پیدا کر دی جائیں تاکہ ان کو نوکریاں مل سکیں۔ ایسا کرنے سے کیا ان علاقوں کو واقعی فائدہ ہوگا؟ یہاں حقیقت یہ ہے کہ اگر پاکستان میں کسی Industrialist کو کوئی منیجر نہیں ملتا تو وہ اپنی انڈسٹری کو اچھے طریقے سے چلانے کے لئے لندن، چائنا اور دوسرے ملکوں سے منیجر لے آتا ہے۔ اگر میرٹ کا standard high رکھا جائے اور ایسے لوگوں کو select کیا جائے جو دیانتداری سے پورے علاقے میں کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ پبلک سروس کمیشن کو جو yardstick دیں گے وہ آپ کو ویسی selection کر کے دیں گے۔ آپ کسی علاقے کے لئے میرٹ کو گرانا چاہتے ہیں تو پبلک سروس کمیشن آپ کو اس پیمانے پر selection کر کے دیں گے لیکن اس کا فائدہ یا نقصان تو اسی علاقے کو ہوگا۔ شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آج آپ کی ہم سے کچھ ناراضگی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں۔ جناب سپیکر! آپ سے میری ناراضگی کبھی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: مجھے کچھ لگتا ہے۔ یہاں ابھی خصوصی طور پر تین چار چیزوں کا ذکر ہوا ہے ایک یہ کہ جس بلڈنگ میں آپ کا پبلک سروس کمیشن کا دفتر ہے۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام points میں قریشی صاحب کے ذمہ لگا کر گیا تھا۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو موٹی موٹی بات بتا دیتا ہوں۔ ایک تو ان کا کہنا ہے کہ وہاں پر burden کافی ہے لیکن SNE نہیں ہے۔ دوسرا ان کا financial problem ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو

autonomous کرنا چاہئے۔ تیسرا یہ ہے کہ گورنر آف دی پنجاب اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ جو appointment کرتے ہیں۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم تقریر دوبارہ کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، دوبارہ تقریر نہیں کریں گے۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام points میرے پاس noted ہیں۔

جناب سپیکر: ایک جنوبی پنجاب کی بھی بار بار بات ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جو باتیں آئی ہیں میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ ان پر کسی قسم کا کوئی جواب دعویٰ داخل کروں۔ میں تمام معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو پبلک سروس کمیشن کی working کے حوالے سے تجاویز دی ہیں، اس میں بعض دوستوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں وہ تمام تجاویز سیکرٹری صاحب نے note کی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تجاویز کو وہ اپنی working میں لے کر آئیں گے۔ جو تجاویز حکومت سے متعلقہ ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے کابینہ اجلاس میں ان چیزوں پر غور ہوگا اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان پر maximum عملدرآمد کیا جائے۔ معزز ایوان نے جو رہنمائی آج اس ادارے کو بہتر بنانے کے لئے دی ہے اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ میں تمام معزز ممبران کو کہتا ہوں کہ آپ کی آراء کا بہت خیال رکھا جائے گا۔ آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(108)/2011/503. Dated.11th January 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. 9 January 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 9th January 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB